# تفسیر مدارک پارہ 6 کے سوالات وجوابات

جامعۃ المدینہ فیضان شمع مدینہ (نائٹ) مدنی کالونی کراچی

مرتب: محمد سہیل عطاری      نظر ثانی: مولانا شفیق مدنی

## تعارف مدارک التنزیل

تفسیر مدارک کا پورا نام مدارک التنزیل وحقائق التاویل ہے اسے تفسیر نسفی بھی کہتے ہیں

اس کے مصنف عبداللہ بن احمد بن محمود حافظ الدین ابوالبرکات، فقیہ حنفی مفسر نسبت علاقہ نسف جو صغد کی طرف ہے اور آپ کا وصال ۷۱۰ھ ۱۳۱۰ء ایجج (خوزستان) کے قریب اصفہان سفر میں انتقال کیا اور وہیں دفن ہوئے

مدارک التنزیل" تفسیر نہایت عمدہ ہے، جامعیت اور پیرایۂ بیان کی دلکشی میں منفرد ہے، اس میں گمراہ فرقوں کے عقائد باطلہ کی بھی بھرپور تردید کی گئی ہے، اہلِ علم نے ہمیشہ اسے پزیرائی بخشی ہے، پہلے ہندوپاک کے مدارس میں داخل نصاب تھی، اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اس میں فقہی مسائل ودلائل حنفی نقطہ نظر سے بیان ہوئے ہیں۔ یہ فقہ حنفی کی مشہور تفسیر ہے۔ تفسیر میں درج ذیل خصوصیات ہیں

الفاظ قرآنی کی لغوی اور شرعی تشریح، ہر آیت کے بارے میں قراء کے اقوال، عربی ضرب الامثال کا جابجا ذکر، ملحدین کے اعتراضات کے مدلل جواب

سوال: جہر المظلوم سے کیا مراد ہے؟

جواب: مظلوم ظالم کے متعلق بددعا کرے اور اس کے اندر پائے جانے والی برائی ذکر کرے۔

سوال: جہر المظلوم کا حکم تحریر کریں۔

جواب: اللہ عزوجل تو جہر اور غیر جہر تمام بری باتوں کا زبان پر لانا پسند نہیں فرماتا مگر جہر زیادہ قبیح ہے اس لئے اس کو خصوصاً ذکر فرمایا۔ اگرچہ مظلوم اپنی بات ظالم کے متعلق کہہ سکتا ہے

سوال: اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ سے کون مراد ہے؟

اس سے مراد یہود ونصاریٰ ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم بعض پیغمبروں کو مانتے ہیں اور بعض کو سچا نہیں مانتے جیسے یہود جنھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کا انکار کیا اور اسی طرح انجیل اور قرآن مجید کا انکار کیا۔ اور نصرانیوں کی طرح کہ جنھوں نے حضرت محمد ﷺ اور قرآن کا انکار کیا۔

سوال: اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا عبارت میں حقًّا ترکیب کلام میں کیا واقع ہو رہا ہے دونوں صورتوں کی وضاحت فرمائیں۔
جواب: حَقًا: (پکے) پہلی صورت: یہ گزشتہ جملہ کے مضمون کی تاکید ہے۔ جیسے کہتے ہیں: ھذا عبداللہ حقًا یعنی یہ پکی بات ہے قطعاً
دوسری صورت: یہ کافرین کے مصدر کی صفت ہے تقدیر یہ ہے: ھم الذین کفروا کفرًا حقا ثابتاً یقینا لا شک فیہ۔

سوال: وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ لَمْ یُفَرِّقُوْا بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ لفظ احد پر بین داخل ہونے کی وجہ تحریر فرمائیں۔
جواب: لفظ احد کی طرف اضافت بَیْنَ کی درست ہے کیونکہ احد کا لفظ واحد مذکر و مؤنث اور جمع تثنیہ و جمع مذکر و مؤنث میں برابر ہے۔
نکرہ ہے عموم نفی پر دلالت کرتا ہے۔

سوال: وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا سے کون سے عقیدے کی تردید ہو رہی ہے؟
جواب: اس آیت میں معتزلہ کے اس باطل اعتقاد کی تردید ہے کہ کبیرہ گناہوں والا ہمیشہ آگ میں رہے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا۔ اور اس نے اعتقاد میں رسولوں کے درمیان تفریق نہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کا اجر دیتے ہیں۔ اور مرتکب کبیرہ ان تمام عقائد کو ماننے والا ہے۔ پس وہ بھی اس وعدہ میں داخل ہو گیا۔
اسی طرح ان لوگوں کے قول کی بھی تردید ہے جو اللہ تعالیٰ کی فعلی صفات کے قدیم ہونے کے قائل نہیں جیسے رحمت مغفرت وغیرہ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وکان اللہ غفورًا رحیمًا کہ وہ غفور رحیم ہے۔ حالانکہ ان کا قول یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ ازل میں غفور رحیم نہیں بلکہ اب غفور رحیم بنا ہے۔

سوال: یَسْــٴَـلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَیْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ شان نزول بیان فرمائیں۔
جواب: یہودی عالم فنحاص اور اس کے ساتھیوں نے نبی اکرم ﷺ کو کہا اگر تم سچے نبی ہو۔ تو آسمان سے اکٹھی کتاب اتار لائو۔ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی تو یہ آیت اتری: یَسْــٴَـلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَیْهِمْ (آپ سے اہل کتاب مطالبہ کرتے ہیں کہ تم ان پر اتار لاؤ)

سوال: یہودی عالم کے مطالبہ پر قرآن پاک کو ایک ہی بار نازل کیوں نہیں کیا گیا قول تحریر فرمائیں
جواب: یہ بات انہوں نے ضد کی وجہ سے کہی۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ اگر ہدایت کی غرض سے وہ مانگتے تو ایسی کتاب مل جاتی۔ کیونکہ قرآن مجید کا اکٹھا اتار اجانا بالکل ممکن ہے۔

سوال: فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ اس آیت میں الصّٰعِقَةُ سے کیا مراد ہے؟ نیز بِظُلْمِهِمْ سے کیا مراد ہے؟
جواب: الصّٰعِقَةُ (ان کو کڑک نے پکڑ لیا) الصّٰعِقَةُ سے مراد وہ خوفناک عذاب یا جلانے والی آگ ہے جو ان پر ان کے ظلم کی وجہ سے آیا۔ بِظُلْمِهِمْ (ان کے ظلم کی وجہ سے)۔ جو انہوں نے اپنے نفسوں پر کیا نامناسب سوال کر کے یا معجزات کے سلسلہ میں اپنے پر غمبا سے

ضد اختیار کی اور دیدار کا سوال کر کے ہٹ دھرمی اختیار کی مطلقاً دیدار کا سوال اس کا سبب نہیں کیونکہ وہ ممکن ہے۔۔جیسا کہ قرآن مجید کو یکبار گی اتروانے کا سوال

سوال: کیا یہودیوں کے عذاب کا سبب دیدارِ الٰہی بھی ہے؟ دیدارِ الٰہی کا سوال کرنا کیسا ہے بالدلیل بیان فرمائیں۔

جواب: یہودیوں کے عذاب کا سبب مطلقاً دیدار الٰہی کا سوال نہیں کیونکہ وہ ممکن ہے۔اگر یہ سزا فقط سوال رؤیت پر ملی تو موسیٰ (علیہ السلام) نے بھی سوال کیا انہوں نے: رب ارنی انظر الیک کہا

سوال: فَقَدۡ سَاَلُوۡا مُوۡسٰۤى اَكۡبَرَ اس سے کون سا سوال مراد ہے؟

(جواب: فَقَدۡ سَاَلُوۡا مُوۡسٰۤى اَكۡبَرَ مِنۡ ذٰلِكَ (انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے اس سے بڑا سوال کیا

انہوں نے تو سوال نہ کیا تھا بلکہ ان کے آباؤ اجداد جو زمانہ موسیٰ علیہ السلام میں تھے انہوں نے کیا تھا انہوں نے کہا فَقَالُوۡۤا اَرِنَا اللّٰهَ جَهۡرَةً (اللہ تعالیٰ ہمیں آمنے سامنے دکھاؤ) یعنی کھلم کھلا ہمیں دکھائو تا کہ ہم کھلم کھلا دیکھیں

سوال: سَاَلُوۡا مُوۡسٰۤى میں سوال کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے یہودیوں کی طرف کیوں کی گئ؟

جواب: نسبت کی وجہ رضائے اعمال ہے۔ یہ یہود ان کے مذہب پر تھے۔اور ان کے اس سوال پر راضی و خوش تھے۔

سوال: مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُمُ الۡبَيِّنٰتُ میں الۡبَيِّنٰتُ سے کیا مراد ہے؟

جواب نمبر: (اس کے بعد کہ ان کے پاس واضح دلائل آئے) یعنی تورات اور معجزات مسیح علیہ السلام

سوال: وَّ قُلۡنَا لَهُمۡ لَا تَعۡدُوۡا فِى السَّبۡتِ وَاَخَذۡنَا مِنۡهُمۡ مِّيۡثَاقًا غَلِيۡظًا آیت میں لَا تَعۡدُوۡا کی قرات بیان فرمائیں۔

جواب: قراءت: ورش نے تَعَدّوا پڑھا۔تَعۡدّوا۔ سکون عین اور تشدید دال کے ساتھ ورش کے علاوہ مدنی قراء نے پڑھا یہ دونوں ادغام کے ساتھ ہیں۔البتہ قراءت ابی میں تعتدوا ہے۔تا کو دال میں ادغام کیا اور عین کو ساکن رکھا ایک روایت میں اور دوسری روایت میں تا کا فتحہ عین کی طرف منتقل کر دیا۔

سوال: فَبِمَا نَقۡضِهِمۡ مِّيۡثَاقَهُمۡ وَكُفۡرِهِمۡ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتۡلِهِمُ الۡاَنۡۢبِيَآءَ بِغَيۡرِ حَقٍّ آیت میں فَبِمَا نَقۡضِهِمۡ کی اصل کیا ہے اس کی تقدیری عبارت کیا ہے؟

جواب: فَبِمَا نَقۡضِهِمۡ (پس ان کے توڑ دینے کے سبب سے) ما تاکید کے لئے لایا گیا۔ با، حرمنا علیھم سے متعلق ہے۔تقدیر عبارت ہے۔ حرمنا علیھم طیبات بنقضھم ہم نے ان پر پاکیزہ چیزیں حرام کیں ان کے عہد توڑ دینے کی وجہ سے

سوال: وَ قَتۡلِهِمُ الۡاَنۡۢبِيَآءَ بِغَيۡرِ حَقٍّ وَّ قَوۡلِهِمۡ قُلُوۡبُنَا غُلۡفٌ آیت میں مذکور غُلۡفٌ سے کیا مراد ہے؟

جواب: وَّقَوۡلِهِمۡ قُلُوۡبُنَا غُلۡفٌ (اوران کی اس بات کے سبب کہ ہمارے دل پردے میں ہیں) غُلف یہ جمع اغلف ہے۔اس کا معنی بند ہونا کہ جس میں کوئی وعظ ونصیحت اثرانداز نہ ہو۔

سوال: وَّ بِكُفۡرِهِمۡ وَ قَوۡلِهِمۡ عَلٰى مَرۡيَمَ بُهۡتَانًا عَظِيۡمًا ۙ آیت میں مذکور وَّ بِكُفۡرِهِمۡ میں کفر کا معطوف علیہ کون ہے؟

جواب: وَبِكُفۡرِہِمۡ (اوران کے کفر کے باعث)

نحو: اسکا عطف فبما نقضهم پر ہے یا اسکے قریب بکفرھم پر اس لئے کہ انہوں نے بار بار کفر کیا۔ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا پھر عیسیٰ علیہ السلام اور پھر محمد ﷺ کا انکار کر دیا۔ اسی لئے ان کے ایک کفر کو دوسرے پر عطف کیا۔

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح کہنے کی وجہ تحریر فرمائیں

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح کہنے کی وجہ یہ ہے کہ جبرئیل (علیہ السلام) نے ان کو برکت سے چھوا۔ پس وہ ممسوح ہوئے گویا مسیح بمعنی ممسوح ہے۔ وہ مریض اور مادر زاد نابینا اور کوڑھی کو ہاتھ لگاتے تو وہ درست ہو جاتا۔ تو مسیح بمعنی ماسح ہوا۔

سوال: وَاِنَّ الَّذِيۡنَ اخۡتَلَفُوۡا فِيۡهِ ان میں موجود ہ کی ضمیر کا مرجع بیان کریں؟ نیز اس میں اختلاف کرنے والے کون سے لوگ مراد ہیں؟

جواب: وَاِنَّ الَّذِيۡنَ اخۡتَلَفُوۡا فِيۡهِ (اور بیشک وہ لوگ جنہوں نے اختلاف کیا ان کے بارے میں) ہ کی ضمیر کا مرجع عیسیٰ (علیہ السلام) ہیں۔ اختلفوا کی ضمیر کا مرجع یہود ہیں۔

یہودی کہنے لگے۔ چہرہ تو عیسیٰ (علیہ السلام) والا ہے اور بدن ہمارے ساتھی کا ہے۔ یا نصاریٰ نے اختلاف کرتے ہوئے کہا۔ اللہ اور ابن اللہ تینوں میں تیسرا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ: ان الذین اختلفوا فیه میں ہ کی ضمیر کا مرجع فی قتل عیسیٰ ہے۔

سوال نمبر: وَمَا قَتَلُوۡهُ وَمَا صَلَبُوۡهُ وَلٰـكِنۡ شُبِّهَ لَهُمۡ تفسیر مدارک کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

جواب: وَمَا قَتَلُوۡهُ وَمَا صَلَبُوۡهُ وَلٰـكِنۡ شُبِّهَ لَهُمۡ (اور انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو نہ قتل کیا اور نہ صلیب پر چڑھایا۔ لیکن انکو اشتباہ ہو گیا) روایت اسرائیل میں وارد ہے کہ یہود کی ایک جماعت نے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اور ان کی والدہ محترمہ کو گالیاں دیں۔ آپ نے ان کے لئے بددعا فرمائی: اللّٰھم انت ربی وبکلمتک خلقتنی۔ اللّٰھم العن من سبنی وسب والدتی۔ اے اللہ تو میرا رب ہے اور اپنے کلمہ سے تو نے مجھے پیدا کیا۔ اے اللہ تو ان پر لعنت کر جنہوں نے مجھے اور میری والدہ کو گالیاں دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی بددعا سے ان کی صورتیں۔ بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں۔ اس پر تمام یہود نے آپ کے قتل پر اتفاق کر لیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اطلاع دی کہ میں تم کو آسمان کی طرف اٹھاؤنگا اور یہود کے ہاتھوں سے پاک کردوں گا۔

اس پر آپ نے اپنے صحابہ کو فرمایا۔ تم میں کون اس بات پر راضی ہے کہ اس کو میری شکل دیدی جائے اور وہ قتل ہو کر صلیب پر لٹکایا جائے اور جنت میں میرے ساتھ داخل ہو۔ پس ایک شخص نے ان میں سے اٹھ کر رضامندی ظاہر کی۔ کہ میں اس کیلئے تیار ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر عیسیٰ کی شبیہ ڈال دی یعنی اسکی شکل عیسیٰ (علیہ السلام) جیسی کر دی۔ پس اسکو پکڑ کر قتل کر دیا اور صلیب پر لٹکا دیا گیا۔

دوسری روایت میں یہ ہے کہ ایک آدمی عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ منافقانہ تعلق رکھتا تھا۔ جب یہود نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا۔ تو اس نے جاسوسی کی پیش کش کی۔ چناچہ وہ ان کو لے کر وہ عیسیٰ علیہ السلام کے گھر میں داخل ہوا۔ عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھالیا گیا اور اس منافق کی شکل عیسیٰ علیہ السلام جیسی کر دی گئی۔ پس انہوں نے اسی کو پکڑ کر قتل کر دیا۔ ان کو یقین تھا کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

سوال: لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ اس میں راسخ فی العلم سے کیا مراد ہے؟

جواب: لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ (مگر جو علم میں پختہ ہیں) یعنی دین میں جمے رہنے والے۔ متقین جیسے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور ان جیسے دیگر: مِنْهُمْ (ان میں سے) ھم سے مراد اہل کتاب ہیں۔

سوال: وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَ الْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ آیت مبارکہ میں الصَّلٰوةَ منصوب کیوں ہے؟

جواب: یہ فعل مدح کی وجہ سے منصوب ہے۔ کیونکہ اس میں نماز کی فضیلت مذکور ہے۔

سوال: اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّ النَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ آیت مبارکہ میں اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ میں کن کے سوال کا جواب ہے؟

جواب: اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ (بیشک ہم نے آپ کی طرف وحی کی) اس میں اہل کتاب کو ان کے اس سوال کا جواب دیا گیا کہ وہ ہم پر ایک کتاب آسمان سے اتار لائے۔ اس آیت سے ان کے خلاف دلیل بیان کی کہ آپ کی حالت وحی کے معاملہ میں اسی طرح ہے جیسا کہ آپ سے پہلے انبیاء (علیہ السلام) کی تھی۔

سوال: انبیاء اور دسولوں کی تعداد بالدلیل بیان کریں۔

جواب: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا یارسول اللہ انبیاء کی تعداد کتنی ہے تو فرمایا: مائۃ الف و اربعۃ و عشرون الفًا۔ (ایک لاکھ چوبیس ہزار) پھر سوال کیا ان میں سے رسول کتنے ہیں۔ تو فرمایا تین سو تیرہ۔ سب سے پہلے رسول آدم (علیہ السلام) اور سب سے آخری تمہارے نبی محمد ﷺ

سوال: جو رسول عرب میں سے تھے ان کی تعداد اور نام تحریر کریں۔

جواب: ان کی تعداد چار ہے ہود علیہ السلام و صالح علیہ السلام شعیب علیہ السلام اور محمد ﷺ

سوال: رُسُلًا مُّبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ لِئَلَّا یَکُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَی اللّٰہِ حُجَّۃٌ بَعْدَ الرُّسُلِ آیت مبارکہ میں مذکور رُسُلًا کی ترکیب کے بارے میں اقوال تحریر کریں۔

جواب: رسلاً یہ فعل مدح کی وجہ سے منصوب ہے۔ای اعنی رسلاً - اور یہ پہلے رُسُلًا سے بدل بھی ہو سکتا ہے۔

سوال: لٰکِنِ اللّٰہُ یَشْھَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَیْكَ اَنْزَلَہٗ بِعِلْمِہٖ وَ الْمَلٰٓئِکَۃُ یَشْھَدُوْنَ آیت کا شان نزول بیان فرمائیں۔

جواب: جب آیت: اِنَّآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ نازل ہوئی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کہا: نشھد لک بھذا۔ ہم آپ کے متعلق اس بات کے گواہ ہیں۔اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: لٰکِنِ اللّٰہُ یَشْھَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَیْکَ لیکن اللہ تعالیٰ گواہ ہے۔اس کا جو آپ پر اتاری۔

سوال: شَھَادَۃَ اللّٰہِ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْہِ اللہ عزوجل کی گواہی سے کیا مراد ہے؟

جواب: شَھَادَۃَ اللّٰہِ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْہِ کا مطلب یہ ہے اس کتاب کی صحت کاثابت کرنا معجزات کے اظہار کے ذریعہ ہے۔ جیسا کہ دعاوی کا ثبوت دلائل سے ہوتا ہے۔اس لئے کہ حکیم جھوٹے کی تائید و مدد معجزات سے نہیں کرتا۔

سوال: لٰکِنِ اللّٰہُ یَشْھَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَیْكَ اَنْزَلَہٗ بِعِلْمِہٖ آیت مبارکہ میں اَنْزَلَہٗ بِعِلْمِہٖ سے کس فرقے کارد ہے؟

جواب: اَنْزَلَہٗ بِعِلْمِہٖ (اس نے اپنے علم سے اس کو اتارا) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لئے علم کو ثابت کیا تو صفات فعلیہ کے متعلق معتزلہ کے باطل عقیدہ کی تردید ہے۔

سوال: یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّکُمْ آیت مبارکہ میں بِالْحَقِّ سے کیا مراد ہے؟

جواب: یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّکُمْ (اے لوگو! تمہارے پاس رسول حق لے کر تمہارے رب کی طرف سے آئے) حق سے مراد یہاں اسلام ہے۔اور یہ حال واقع ہے اس حال میں کہ حق کو ثابت کرنے والا ہے۔

سوال: یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ یہود و نصاریٰ کا غلو کیا تھا بیان فرمائیں۔

جواب: یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ (اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو نہ کرو) یعنی حد سے تجاوز نہ کرو۔یہود نے مسیح علیہ السلام کے مرتبہ کو کم کرنے میں غلو کیا یہاں تک کہ ان کو زانیہ کا بیٹا قرار دیا (معاذ اللہ)۔اور نصاریٰ نے ان کو بڑھانے میں غلو سے کام لیا یہاں تک کہ ان کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنا دیا (معاذ اللہ)۔

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ کہنے کی وجہ بیان فرمائیں۔

جواب: ان کو روح اللہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ مردوں کو زندہ کرتے تھے اور وہ دلوں کو زندہ کرتے تھے۔

جیسا کہ قرآن کو بھی روح فرمایا: **وکذلک اوحینا الیک روحًا من امرنا۔** الشوریٰ - 52

سوال: اللہ عزوجل اولاد سے پاک ہے وضاحت فرمائیں۔

جواب: سُبۡحٰنَهٗۤ اَنۡ یَّكُوۡنَ لَهٗ وَلَدٌ (وہ اس امر سے پاک ہے کہ اس کی کوئی اولاد ہو) میں اس کی تسبیح بیان کرتا ہوں اس سے کہ اس کا کوئی بیٹا ہو۔ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ (اس کی ملکیت میں ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے) اس میں اللہ تعالیٰ کی تنزیہ کا بیان ہے۔ اس غلط نسبت سے جو اس کی طرف کی گئی۔ اس طرح کہ آسمان و زمین میں سب اس کی مخلوق و مملوک ہے۔ پس یہ کس طرح ممکن ہے کہ بعض ملکیت اس کا حصہ ہو۔ کیونکہ بیٹا ہونا اور ملک ہونا دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ اور جزء ہونا تو اجسام کی خصوصیت سے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تو جسمیت سے پاک ہے۔

سوال: لَنۡ یَّسۡتَنۡكِفَ الۡمَسِیۡحُ اَنۡ یَّكُوۡنَ عَبۡدًا لِّلّٰهِ وَلَا الۡمَلٰٓىِٕكَةُ الۡمُقَرَّبُوۡنَ شان نزول بیان فرمائیں۔

جواب: جب وفد نجران نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ ہمارے صاحب عیسیٰ کے عیب کیوں نکالتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ پھر میں نے کیا کہا ہے! کہنے لگے تم نے کہا ہے کہ وہ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ تو عار کی بات نہیں۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کا بندہ ہو۔ انہوں نے کہا کیوں کر۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائی۔

سوال: وَلَا الۡمَلٰٓىِٕكَةُ الۡمُقَرَّبُوۡنَ میں مقرب ملائکہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: یعنی کرّوبی فرشتے جو عرش الٰہی کے گرد رہتے ہیں مثلاً جبرئیل، میکائیل، اسرافیل (علیہم السلام) اور جو ان کے طبقہ میں شامل ہیں۔

سوال: ملائکہ افضل ہے یا بشر تحریر کریں

جواب: خاص انسان یعنی انبیاء (علیہ السلام) وہ خاص ملائکہ سے افضل ہیں اور وہ خاص ملائکہ کہ رسل ملائکہ ہیں مثلاً جبرئیل، میکائیل، عزرائیل وغیرہ۔ اور خاص ملائکہ عام مؤمنین سے افضل ہیں۔ اور عام مومن انسان۔ عوام ملائکہ سے افضل ہیں۔

سوال: یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَكُمۡ بُرۡهَانٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ اس میں بُرۡهَانٌ سے کیا مراد ہے؟

جواب: یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَكُمۡ بُرۡهَانٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ (اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے واضح دلیل آگئی) یعنی وہ رسول ہیں جو منکرین کو معجزات سے حق واضح کر رہے ہیں۔

سوال: یَسۡتَفۡتُوۡنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ یُفۡتِیۡكُمۡ فِی الۡكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امۡرُؤٌا هَلَكَ لَیۡسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَهٗۤ اُخۡتٌ فَلَهَا نِصۡفُ مَا تَرَكَ شان نزول بیان فرمائیں۔ نیز کلالہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیمار تھے۔ رسول اللہ ﷺ عیادت کیلئے تشریف لائے۔ تو انہوں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ ! میں کلالہ ہوں۔ میں اپنے مال کا کیا کروں؟ تو یہ آیت اتری۔ کلالہ وہ شخص ہے جس کے نہ والدین ہوں نہ دادا، دادی اور نہ اولاد اور نہ پوتے پوتیاں، خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ بے شک اس کے بہن بھائی ہوں کلالہ ہی تصور ہو گا۔

سوال: اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ میں صرف بیٹے کا ذکر ہے بیٹی کا نہیں وجہ تحریر فرمائیں۔

جواب : اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ (اگر اس بہن کی کوئی اولاد نہ ہو) یہاں ولد سے مراد بیٹا ہے۔ کیونکہ بیٹا۔ بھائی کو ساقط کرتا ہے بیٹی نہیں

سوال: اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ سے کیا مراد ہے؟ اقوال تحریر فرمائیں

جواب: اس سے مراد وہ معاہدے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے لیے۔ اور ان کا مکلف بنا کر ان پر لازم کیے۔

یا وہ معاہدے جو محمد ﷺ پر ایمان لانے والوں سے لیے۔

یا پھر وہ معاہدے جو تم باہمی باندھتے ہو۔

اور ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد وہ معاہدے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین میں حرام و حلال کے سلسلے میں باندھے ہیں۔

سوال : البھیمۃ سے کیا مراد ہے؟ نیز اس میں کون سی اضافت ہے؟

جواب : البھیمۃ۔ خشکی و سمندری چوپایا۔ مطلب یہ کہ چوپایا جو پالتو جانوروں میں سے ہے ان کی آٹھ اقسام ہیں اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکریاں وغیرہ۔ بعض کا قول یہ ہے کہ بھیمۃ الانعام سے مراد ہرنی اور جنگلی گائے ہے۔

انعام کی طرف اس کی نسبت بیانی ہے۔ اور یہ اضافت من کے معنی میں ہے۔ جیسے خاتم فضۃ۔

سوال : يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ آیت مبارکہ کا شان نزول بیان فرمائیں۔

جواب : یہ آیت مبارکہ اللہ عزوجل کی حرام کردہ اشیاء کو حلال قرار دینے کی ممانعت میں نازل ہوئی۔

سوال: شعائر سے کیا مراد ہے؟

جواب: شعائر جمع شعیرۃ ہے۔ اس چیز کو کہتے ہیں جن کو بطور علامت مقرر کیا جائے۔ یعنی حج کے مقامات پر عبادات کی علامات۔

رمی کے مقامات۔ مطاف۔ سعی اور وہ افعال جو حجاج کی علامات ہوں۔ جن سے وہ پہچانے جائیں۔ جیسے احرام، طواف، سعی، حلق و نحر وغیرہ۔

سوال: ایام حج میں جن چیزوں کی ممانعت بیان کی گئی ہے ان کو حلال قرار دینے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: ان چیزوں کو حلال قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ شعائر کی تعظیم میں سستی ہو گی۔ اور عبادت گزاروں اور شعائر کے درمیان رکاوٹ بن جائے گا۔ اور حج کے ایام میں ایسی چیزوں کا ارتکاب کریں گے۔ جس سے وہ لوگوں کو حج کرنے میں رکاوٹ بن جائیں گے۔

اور ہدی اور اس کے غصب کی ٹھان لیں گے۔ یا ہدی کو اپنے مقام پر پہنچنے میں رکاوٹ بنیں گے۔

سوال : وَلَا الشَّهۡرَ الۡحَرَامَ وَلَا الۡهَدۡیَ وَلَا الۡقَلَآئِدَ وَلَآ آٰمِّیۡنَ الۡبَيۡتَ الۡحَرَامَ مذکورہ عبارت میں الۡقَلَآئِدَ سے کیا مراد ہے؟ نیز اس کا عطف الۡهَدۡیَ پر کیا ظاہر کرتا ہے؟

جواب : القلائد: سے مراد ممکن ہے کہ قلائد والے جانور مراد ہوں اور وہ اونٹ ہیں۔ اور الھدی پر اس کا عطف خصوصیت ظاہر کرنے کے لئے ہے۔

سوال : وَلَا يَجۡرِمَنَّكُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ آیت میں مذکور شَنَاٰنُ کس معنی میں ہے؟ نیز اس کی دیگر قرأت تحریر کریں۔

جواب : یہ علت کے معنی میں ہے۔ شناٰن سخت بغض کو کہتے ہیں۔ شامی اور ابو بکر نے شنْان کو نون کے سکون سے پڑھا ہے۔ مطلب یہ ہوا کسی قوم کا بغض تمہیں حد سے نہ بڑھائے اور نہ اس پر آمادہ کرے اس لیے کہ انہوں نے تمہیں روکا ہے۔

سوال: خنزیر مکمل نجس العین ہے تو صرف گوشت کو کیوں ذکر گیا؟

جواب :یوں تو خنزیر مکمل نجس العین ہے صرف گوشت کو اسلیے خاص کیا کہ اصل مقصود وہی ہے۔

سوال: وَالۡمُنۡخَنِقَةُ وَالۡمَوۡقُوۡذَةُ وَالۡمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيۡحَةُ ان کا معنی بیان کریں۔

جواب: وَالۡمُنۡخَنِقَةُ (اور وہ جس کا گلا دبایا گیا ہو) یعنی اس قدر اس کا گلا دبایا کہ وہ مر گیا۔ یا جال وغیرہ میں اس کا گلا دب کر مر گیا۔

وَالۡمَوۡقُوۡذَةُ (اور چوٹ کھا کر مرا ہوا جانور) لاٹھی و پتھر سے اس کو چوٹ لگائی۔ یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

وَالۡمُتَرَدِّيَةُ (اوپر سے نیچے گر کر مرنے والا جانور) خواہ پہاڑ سے گرا ہو یا کنویں میں گر کر مر گیا ہو۔

وَالنَّطِيۡحَةُ (اور سینگ کی ٹکر سے مرا ہوا جانور) نطیحہ:ایسے جانور کو کہتے ہیں جس کو دوسرے جانور نے سینگ مار کر مار دیا ہو۔

سوال:وَاَنۡ تَسۡتَقۡسِمُوۡا بِالۡاَزۡلَامِ معنی کی وضاحت فرمائیں۔

جواب:استقسام بالازلام کا معنی۔ ازلام کے ذریعے کسی چیز کی تقسیم کا مطالبہ کرنا۔ یہ نشان زدہ تیر ہوتے تھے۔ جب کوئی سفر یا لڑائی یا تجارت یا نکاح وغیرہ کا ارادہ کرتا تو تین تیروں کا قصد کرتا۔ جن میں سے ایک پر لکھا تھا امرنی ربی۔ دوسرے پر نہانی ربی اور تیسرے پر غفل لکھا تھا اگر امر والا تیر نکلتا تو اپنے کام پر روانہ ہو جاتا۔ اور منع والا نکل آتا تو کام سے رک جاتا۔ اور اگر غفل والا تیر نکلتا تو اس کو دوبارہ لوٹاتے۔

سوال:الیوم سے کیا مراد ہے دونوں اقوال تحریر فرمائیں۔

جواب: اَلۡيَوۡمَ کا معنی" اب" ہے جیسے کہتے ہیں انا الیوم کبرت۔ میں اب بوڑھا ہو گیا۔

دوسرا قول یہ ہے الیوم سے آیت کے اترنے کا دن مراد ہے۔اور یہ جمعہ کے دن نازل ہوئی اور عرفات کے دن نماز عصر کے بعد حجۃ الوداع کے موقعہ پر اتری۔

سوال: وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ میں کون سی نعمت مراد ہے؟

جواب: وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ (اور اپنی نعمت تم پر مکمل کردی)

مکہ کو فتح کرکے اور اس میں امن و غلبہ کے ساتھ داخلے کے ذریعے اور جاہلیت اور اسکے طور طریقے مٹادیئے۔

سوال: یَسۡـَٔلُوۡنَکَ مَاذَاۤ اُحِلَّ لَهُمۡ میں مَاذَاۤ اُحِلَّ لَنَا کیوں نہیں آیا وضاحت فرمائیں۔

جواب: ماذا احل لنا اس لیے کہا۔ کہ ان کے قول کی حکایت بنے۔ کیونکہ یسئلونک خود غائب کے صیغہ کے ساتھ لایا گیا ہے۔ یہ اسی طرح ہے جیسے کہتے ہیں۔ اقسم زید لیفعلن اور اگر لیفعلن کی بجائے لافعلن کہتے تو تب بھی درست تھا۔ اسی طرح احل لنا کہتے تو درست تھا۔ نحو: ماذا، مبتداء اور احل لهم یہ اس کی خبر ہے یہ اس طرح ہے کہ جیسے تم کہو ایّ شئ احل لہم؟

سوال: مُكَلِّبِيۡنَ کلب سے کیا مراد ہے دو اقوال تحریر فرمائیں۔

جواب: مُكَلِّبِيۡنَ کلب اس آدمی کو کہتے ہیں جو جانوروں کو تعلیم دے۔

یہ لفظ الکلب سے مشتق ہے اور کلاب میں عام طور پر یہ سلسلہ ہوتا ہے اور عام پائے جاتے ہیں۔ اس لئے اس کی جنس کو سکھنے میں بقیہ پر غلبہ دے کر اسی سے لفظ مشتق کر کے تمام کے لئے استعمال کر لیا۔

دوسرا یہ قول بھی ہے کہ ہر درندے کو کلب کہتے ہیں۔ جیسا کہ حاکم کی روایت میں اللّٰہم سلط علیہ کلبًا من کلابک ہے تو اس میں شیر کو کلب کہا گیا۔ کیونکہ عتیبہ کو شیر نے کھایا تھا۔

سوال: فَكُلُوۡا مِمَّاۤ اَمۡسَكۡنَ عَلَيۡكُمۡ وَ اذۡكُرُوا اسۡمَ اللّٰهِ عَلَيۡهِ عبارت میں اذۡكُرُوا کی ضمیر کا مرجع کیا ہے؟

جواب: وَاذۡكُرُوا اسۡمَ اللّٰهِ عَلَيۡهِ (اور ان پر اللہ کا نام لو) اذکروا کی ضمیر ما امسکن کی طرف لوٹتی ہے۔ مطلب یہ ہوگا کہ جب تم کو ان کے ذبح کا موقع مل جائے تو ان پر اللہ تعالٰی کا نام لو۔

سوال: المحصنات سے کیا مراد ہے نیز کیا محصن ہونا نکاح کی شرط ہے؟

جواب: المحصنات سے مراد یہاں آزاد عورتیں جو باندیاں نہ ہوں یا پاک دامن عورتیں۔

محصن ہونا یہ صحت نکاح کے لیے شرط نہیں بلکہ مستحب ہے۔ کیونکہ مسلمان باندیوں سے نکاح حلال ہے اور غیر عفیفہ سے بھی نکاح حلال ہے۔ اس تخصیص سے مقصود یہ ہے کہ مؤمنین اپنے فراش کے لیے پاک دامن عورتیں منتخب کریں۔ تاکہ پاکیزہ گھریلو زندگی میسر ہو۔

سوال: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ میں قُمْتُمْ سے کیا مراد ہے؟

جواب: قُمْتُمْ سے مراد ارادہ کرنا ہے

جیسا کہ دوسری آیت اذا قرأت القرآن (النحل آیت 98) میں ہے کہ جب تم قراءت قرآن کا ارادہ کرو۔ گویا ارادۂ فعل کو فعل سے تعبیر فرمایا گیا۔ کیونکہ فعل ارادے کا مسبب ہے پس مسبب کو قائم مقام سبب کے ذکر کر دیا۔ کیونکہ ان کے درمیان ملابست پائی جاتی ہے اور کلام میں اختصار کے لیے ایسا کیا گیا۔ جیسا کہتے ہیں کما تدین تدان۔ فعل ابتدائی جو جزاء کا سبب ہے اس کو لفظ جزاء سے تعبیر کر دیا۔ جو کہ مسبب عنہ ہے۔ اور تقدیر عبارت انتم محدثون ہے۔ یہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ یا من النوم مقدر ہے کیونکہ نوم دلیل حدث ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام ہر نماز کے لئے وضو کرتے تھے۔

دوسرا قول یہ بھی ہے کہ پہلے ہر نماز کے لئے وضو واجب تھا۔ جبکہ پہلے پہل فرض ہوا پھر منسوخ کر دیا گیا۔

سوال: وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ عبارت میں مذکور مِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس سے مراد وہ میثاق ہے جو مسلمان سے لیا گیا جب کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔ کہ آپ کی ہر بات سنیں گے۔ اور عسر و یُسر میں آپ کی اطاعت کریں گے۔ اور ہر خوشی اور غمی میں آپ کا حکم مانیں گے۔ تو صحابہ کرام نے قبول کیا اور کہا کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔

سوال: وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ سے کیا مراد ہے آئمہ کے مؤقفات بیان کریں۔

جواب: وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ (اور تم اپنے سروں کا مسح کرو) مقصود مسح کو سر کے ساتھ ملصق کرنا ہے۔ سر کے بعض حصے پر مسح کرنے والا اور تمام سر پر مسح کرنے والا دونوں ہی مسح کو سر کے ساتھ ملصق کرنے والے ہیں۔

امام مالک علیہ الرحمہ نے احتیاط کا پہلو اختیار کرتے ہوئے کل مسح کو لازم قرار دیا۔

امام شافعی علیہ الرحمہ نے یقین کو سامنے رکھتے ہوئے سب سے قلیل حصہ جس پر مسح کا اطلاق ہو سکتا ہے اس کو لازم قرار دیا۔

احناف نے آپ ﷺ کا ارشاد لیا۔ کہ آپ ﷺ نے اپنی پیشانی پر مسح فرمایا۔

سوال: وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ سے کون سی پاکی مراد ہے؟

جواب: وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ (لیکن اللہ تعالیٰ تم کو پاک کرنے کا ارادہ رکھتا ہیں) مٹی کے ذریعہ۔ جب کہ تم پانی کے ساتھ طہارت سے عاجز ہو۔

سوال: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ شان نزول بیان کریں۔

جواب: روایات میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنو قریظہ کے ہاں تشریف لے گئے۔اور آپ کے ساتھ ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنھم تھے۔اور ان سے دو مسلمانوں کے قتل کی دیت میں مدد لیں یہ مسلمان قبیلہ بنو سلیم سے تھے۔جو مسلمانوں کا معاہد تھا۔اور حضرت عمرو بن امیہ الضمری سے خطاً قتل ہوئے تھے۔انہوں نے ان کو مشرکین میں سے سمجھا تھا۔جب یہود کے ہاں تشریف لے گئے تو یہود نے کہا! ہاں اے ابو القاسم ﷺ آپ بیٹھیں آپ کو کھانا کھلائیں گے۔اور پھر آپ کو قرض بھی دیں گے۔اور آپ کو ایک چبوترے میں بٹھا دیا۔اور آپ کو اچانک قتل کرنے کا ارادہ کیا۔عمرو بن جحاش یہودی چکی کے پاٹ کے متعلق ارادہ کر کے گیا کہ وہ آپ پر گرادیں مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو بچالیا۔جبرئیل علیہ السلام اترے اور آپ ﷺ کو اس کی اطلاع دی۔آپ ﷺ وہاں سے نکلے یہ آیت اتری۔

سوال: شیخین اور ختنان سے کون لوگ مراد ہیں؟

جواب: شیخین سے مراد سیدنا ابو بکر صدیق و سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنھما اور ختنان سے مراد حضور ﷺ کے دونوں داماد سیدنا عثمان غنی اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنھما ہے۔

سوال: وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا میں نَقِيْبًا سے کیا مراد ہے؟

جواب: (اور ان میں ہم نے بارہ سردار مقرر کئے) نقیب اس شخص کو کہتے ہیں جو قوم کے حالات کی نگہبانی اور جانچ پڑتال کرے۔

سوال: وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا میں قَرْضًا حَسَنًا سے کیا مراد ہے؟

جواب: (تم نے اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دیا) یعنی بغیر احسان جتلانے کے۔بعض نے کہا کہ قرض حسن سے ہر خیر و بھلائی مراد ہے۔

سوال: بنی اسرائیل پر کتنی نمازیں فرض تھی؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں بنی اسرائیل پر دو رکعتیں صبح اور دو رکعتیں شام میں فرض تھی۔

سوال: فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ میں ما کون سا ہے؟

جواب: فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ (پس ان کے وعدہ توڑ دینے کی وجہ سے) ما زائدہ ہے۔معاملے کی عظمت کو بڑھانے کے لئے لایا گیا

سوال: يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ کی مختصر وضاحت مطلوب ہیں۔

جواب: يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ (وہ کلمات کو ان کے مقام سے بدلتے ہیں) یعنی ان کی تفسیر اس کے خلاف کرتے ہیں۔جو اللہ تعالیٰ نے اتاری۔یہ ان کے دلوں کی سختی کا بیان ہے۔کیونکہ افتراء علی اللہ سے بڑھ کر اور کونسی سختی ہو سکتی ہے۔اور اس کی وحی کو تبدیل کرنے سے بڑھ کر اور کیا سختی ہو سکتی ہے۔

سوال: وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ میں بھولنے کی وجوہات تحریر کریں۔

جواب: وَنَسُوْا حَظًّا (وہ بہت بڑا حصہ اور پورا حصہ بھول گئے) مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ (ان نصائح کا جس کی ان کو نصیحت کی گئی تھی) یعنی تورات سے ان کا اعراض اور ترک در حقیقت بڑے نصیب سے غفلت کرنا ہے یا ان کے دل سخت ہو گئے اور بگڑ گئے پس انہوں نے تورات کو بدل ڈالا اور اپنے حافظہ سے اس کی بہت سی چیزوں سے پھسل گئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کبھی تو آدمی علم کا کچھ حصہ گناہ کی وجہ سے بھولتا ہے۔ اور پھر آپ نے دلیل واستشہاد کے لئے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ دوسری تفسیر یہ ہے کہ انہوں نے اپنے نفسوں کا حصہ بھلادیا۔ جس کا ان کو حکم دیا گیا تھا۔ کہ وہ آپ ﷺ پر ایمان لائیں اور ان کی صفات کی جو وضاحت کی گئی تھی اس کو بھلادیا۔

سوال: وَ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ جار مجرور کو مقدم کیوں کیا گیا؟

جواب: یہاں مِن، اخذنا کے متعلق ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے اخذنا من الذین قالوا انا نصاری میثاقھم۔ یثاق سے مراد ایمان باللہ والرسل اور افعال خیر کا عہد ہے۔ جار مجرور کو فعل سے مقدم کیا گیا ہے اور اس طرح نہیں فرمایا من النصاری کیونکہ انہوں نے یہ نام اللہ تعالیٰ کی مدد کے دعوے دار بن کر لیا تھا۔ اور یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نحن انصار اللہ کہا تھا پھر انہوں نے بعد میں اختلاف کیا اور یعقوبیہ، نسطوریہ اور ملکانیہ۔ شیطان کے انصاری بن گئے۔

سوال: قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ یہاں نُوْرٌ سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس بارے میں مختلف اقوال ہیں ایک قول یہ ہے کہ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ دونوں سے مراد قرآن ہے کیونکہ وہ شرک وشک کی ظلمتوں کو کھولتا ہے۔ جو حق لوگوں پر میف تھا اس کو واضح کرتا ہے۔ (یہ ضعیف قول ہے کیونکہ معطوف اور معطوف علیہ میں مغایرت ہے۔) یا اس لئے نور کہا کہ اس کا معجزہ ہونا ظاہر ہے۔ یا نور سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔ کیونکہ ہدایت آپ ﷺ سے حاصل کی جاتی ہے۔

سوال: وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ وَ النَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ میں نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ کی وضاحت فرمائیں؟

جواب: (کہا یہود اور نصاریٰ نے ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں) یعنی اس کے ہاں اسی طرح معزز ہیں جیسے بیٹا باپ کے ہاں یا اللہ تعالیٰ کے بیٹوں مسیح و عزیر کے حمایتی ہیں۔ جیسا کہ عبداللہ بن زبیر ابو خبیب کے پیروکاروں کو الخبیبیون کہا جاتا ہے۔ اور جیسا کہ مسیلمہ کذاب کا گروپ کہتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ابناء ہیں اور بادشاہ کے اقارب اور خدام کہا کرتے ہیں کہ نحن ابناء الملوک۔

یا مضاف محذوف ہے نحن ابناء رسل اللہ۔

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور ﷺ کے درمیان کتنی مدت تھی؟

جواب: حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اور حضرت محمد ﷺ کے درمیان چھ سو سال کا زمانہ یا پانچ سو ساٹھ سال کا زمانہ ہے۔

سوال: وَ جَعَلَكُمۡ مُّلُوۡكًا سے کیا مراد ہے؟ نیز الملک کا معنی لکھیں۔

جواب: (اور تمہیں بادشاہ بنایا) یہ اس لئے فرمایا کہ ان کو فرعون کے بعد اس کے ملک کا مالک بنایا۔ اور جبابرہ کے بعد سرزمین فلسطین کا مالک بنایا۔ اور ان میں کثرت سے بادشاہ ہوئے۔ جیسے انبیاء کثرت سے ہوئے۔

بعض نے کہا کہ الملک سے مراد وسیع مکان والا جس میں جاری پانی ہو۔ بنی اسرائیل کے وسیع مکانات تھے جن میں جاری پانی تھا۔ گویا خوشحالی کے معنی میں ہے۔ بعض نے کہا کہ الملک وہ ہے جس کے پاس مکان ہو۔ اور خدام ہوں کیونکہ یہ خود قبطیوں کے ہاں غلامانہ زندگی گزارتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے نجات دی۔ تو نجات دینے کو ہی ملک فرمایا۔

سوال: المقدسہ سے کون سی زمین مراد ہے؟

جواب: المقدسہ سے مراد پاکیزہ یا مبارکہ اور وہ سرزمین بیت المقدس وشام ہے۔

سوال: کتب اللہ لکم کا معنی لکھیں۔

جواب: اس کا معنی ہے قسمت میں کر دیا۔ یا تمہارے نام لگا دیا۔ یا لوح محفوظ میں لکھ دیا۔ کہ وہ تمہارا مسکن بنے گی۔

سوال: جبارین سے کیا مراد ہے؟

جواب: اَلۡجَبَّار یہ فعال کے وزن پر ہے۔ یہ جبرہ علی الامر سے لیا گیا ہے۔ جس کا معنی اجبرہ علیہ ہے مجبور کرنا۔ جبار اس سرکش کو کہتے ہیں۔ جو لوگوں کو اپنی مرضی پر مجبور کرے۔

سوال: قَالُوۡا یٰمُوۡسٰۤی اِنَّا لَنۡ نَّدۡخُلَهَاۤ اَبَدًا مَّا دَامُوۡا فِیۡهَا فَاذۡهَبۡ اَنۡتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوۡنَ آیت مبارکہ میں رَبُّكَ سے کیا مراد ہے؟ اس کی وضاحت فرمائیں۔

جواب: علماء کی ایک جماعت نے اس کا ظاہری معنی مراد لیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ انہوں نے کفر کا ارتکاب کیا۔ مگر ایسا نہیں کیونکہ بطور اعتقاد یہ بات ہوتی تو وہ کفر کرتے۔ تو موسیٰ علیہ السلام ان سے جہاد کرتے۔ کیونکہ اس وقت جبارین کی بنسبت یہ جہاد کئے جانے کے زیادہ حقدار تھے۔ مگر اس میں بہتر بات یہ ہے کہ کہا جائے کہ تم جاؤ اور تمہارا رب اور وہ لڑائی میں تمہاری امداد فرمائے۔ یا ربک سے مراد یعنی ہارون علیہ السلام یعنی آپ کے بڑے بھائی مراد ہیں۔ یا اس سے حقیقۃً جانا مراد نہیں بلکہ یہ محاورتاً ایسی بات ہے جیسے کہتے ہیں کلّمتہ فذہب یجیبنی میں نے اس سے بات کی وہ مجھے جواب دینے لگا۔ یعنی جواب کا ارادہ کیا۔ گویا انہوں نے کہا کہ تم دونوں ان سے قتال کا ارادہ کرو۔

سوال: قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَیۡهِمۡ اَرۡبَعِیۡنَ سَنَةً یَتِیۡهُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ پچھلی آیات میں کتب اللہ لکم فرمایا اور یہاں محرمۃ فرمادیا اس کی وضاحت کریں۔ نیز اَرۡبَعِیۡنَ ترکیب کلام میں کیا واقع ہو رہا ہے؟

جواب: کتب اللّٰہ کا معنی وہ سرزمین تمہارے لیے لکھ دی۔ اس شرط سے کہ تم وہاں کے رہنے والوں سے جہاد کرو۔ جب انہوں نے جہاد سے انکار کر دیا تو فرمایا فانھا محرمة علیھم کہ وہ ان پر حرام کر دی گئی یہ حرمت چالیس سال کے لیے تھی۔ جب چالیس سال گزر گئے تو جو لکھا تھا وہ ہو کر رہا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بقیہ بنی اسرائیل کو لے کر چلے۔ یوشع بن نون مقدمۃ الجیش پر افسر تھے۔ اور اس کو فتح کر لیا اور وہیں مقیم رہے۔ جتنا اللہ نے چاہا پھر آپ وفات پا گئے۔ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً (چالیس برس) اربعین ' محرمة کا ظرف ہے۔ اور سنة پر وقف ہے۔ یا یہ یتیھون کا ظرف ہے اور وقف علیھم پر ہے۔

سوال: وَ اتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ آیت مبارکہ میں نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ سے کیا مراد ہے؟ نیز بِالْحَقِّ کی وضاحت کریں۔

جواب: (آدم علیہ السلام کے دو صلبی بیٹے ہابیل و قابیل کا) یا وہ بنی اسرائیل کے دو آدمی تھے۔

بِالْحَقِّ (ایسی اطلاع جو حق سے ملی ہوئی ہے) یعنی پہلی کتب کے بالکل موافق ہے۔ یا ایسی تلاوت جو حق و صحت سے ملی ہوئی ہے۔ یا آپ ان کو پڑھ کر سنائیں کہ آپ حق بیان کرنے والے سچے ہیں۔

سوال: وَ اتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا یہاں قُرْبَانًا سے کون سی قربانی مراد ہے؟

جواب: قُرْبَانًا ایسی قربانی یا صدقہ جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جائے۔

سوال: ہابیل اور قابیل کی قربانی والا واقعہ تفصیلاً بیان کریں۔

جواب: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کے ساتھ پیدا ہونے والی بچی سے شادی کرلے۔ قابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی خوبصورت تھی۔ اس کا نام آقلیما تھا۔ اس پر اس کے بھائی نے اس لڑکی کے سلسلہ میں حسد کیا۔ اور ناراض ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ان دونوں کو فرمایا کہ تم دونوں قربانی پیش کرو۔ جس کی قربانی قبول ہو گی اسی سے اس کی شادی کر دی جائے گی۔ ہابیل کی قربانی قبول ہوئی کہ آگ نے اتر کر اس کو جلا دیا۔ اس پر قابیل کا حسد اور بھڑک اٹھا اور ناراضگی زیادہ ہوئی پس ہابیل کو قتل کرنے کی دھمکی دی۔ ہابیل نے اسے کہا تو مجھے قتل کیوں کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے تیری قربانی کو قبول کیا ہے۔ اور میری قربانی قبول نہیں کی۔ روایت میں ہے کہ وہ قابیل سے زیادہ طاقتور تھا۔ اور زیادہ مضبوط لیکن وہ اپنے بھائی کے قتل کو گناہ سمجھتا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے اس کے سامنے ہاتھ نہیں اٹھایا کیونکہ اس زمانہ میں مدافعت جائز و مباح نہ تھی۔ دوسرا قول یہ بھی ہے کہ وہ واجب تھی۔ کیونکہ اس میں اپنے آپ کو خود ہلاک کرنا ہے اور قاتل کے گناہ میں شرکت کرنا ہے۔ البتہ معنی یہ ہے کہ میں ابتداء تیری طرف اپنے ہاتھ کو دراز کرنے والا نہیں۔ جیسا کہ تو میرے بارے میں ارادہ رکھتا ہے ہابیل ارادۂ قتل پر مدافعت کا عزم رکھتا تھا۔ مگر قابیل نے بے خبری میں اچانک حملہ کر کے ان کو قتل کر دیا۔

سوال: وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وضاحت فرمائیں۔

جواب: وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ (اس کی طرف سے وسیلہ تلاش کرو) ہر وہ قرابت عبادت، جس سے قرب حاصل کیا جائے۔ یا وہ وابستگی یا دیگر مرتبہ و درجہ یہ دراصل ان چیزوں کے لئے استعارہ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے جو طاعات و ترک منہیات کی قسم سے ہے۔ اور ان سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

سوال: اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَھُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّ مِثْلَہٗ مَعَہٗ لِیَفْتَدُوْا بِہٖ مِنْ عَذَابِ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ آیت مبارکہ میں لیفتدوا بہٖ میں ہٖ ضمیر کو واحد کیوں لایا گیا ہے

جواب: لیفتدوا بہٖ میں ہٖ ضمیر کو واحد لایا گیا ہے حالانکہ یہاں دو چیزوں کا ذکر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ضمیر یہاں اشارہ کے قائم مقام ہے۔ گویا اس طرح کہا گیا۔ لیفتدوا بذالک اس لئے واحد لانا صحیح ہے۔

سوال: یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا ھُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنْھَا وَلَھُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ آیت مبارکہ میں مذکور یُرِیْدُوْنَ اور مُّقِیْمٌ کا معنی بیان کریں۔

جواب: یُرِیْدُوْنَ (وہ چاہیں گے) یعنی تمنا کریں گے یا مطالبہ کریں گے۔ مُّقِیْمٌ کا معنی دائمی عذاب۔

سوال: وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَۃُ فَاقْطَعُوْٓا اَیْدِیَھُمَا عبارت میں وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَۃُ دونوں کو رفع کیوں دیا گیا؟ نیز آیت کریمہ میں کون سے ہاتھ مراد ہے؟

جواب: یہ دونوں مبتداء ہونے کی وجہ سے مرفوع ہیں۔ خبر ان کی محذوف ہے تقدیر عبارت یہ ہے۔ فیما یتلی علیکم السارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما ایدی بول کر دونوں دائیں ہاتھ مراد ہیں۔ اس کی دلیل قراءت عبداللہ بن مسعود ہے فا اس لئے ہے کہ سابقہ کلام میں شرط کا معنی متضمّن تھا۔ کیونکہ مطلب اس طرح ہے والذی سرق والتی سرقت وہ مرد جو چوری کرے اور وہ عورت جو چوری کرے تو ان کے ہاتھ کاٹ دو۔ اسم موصول میں شرط کا معنی پایا جاتا ہے

سوال: چوری کے مسئلہ میں مرد سے اور زنا کے مسئلہ میں عورت سے ابتدا کی گئی وجہ بیان کریں۔

جواب: سارق کہہ کر مرد سے ابتداء کی گئی۔ کیونکہ سرقہ کا تعلق جرأت سے ہے اور وہ مردوں میں زیادہ پائی جاتی ہے۔

الزانی کو مؤخر لائے کیونکہ زنا شہوت سے پیش آتا ہے۔ اور شہوت عورتوں میں کثرت سے پائی جاتی ہے۔

سوال: اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللہَ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آیت مبارکہ میں مذکور اَلَمْ تَعْلَمْ میں ضمیر کا مرجع بیان کریں نیز عذاب کو مغفرت پر کیوں مقدم کیا گیا؟

جواب: اَلَمْ تَعْلَمْ (کیا تمہیں معلوم نہیں) یعنی اے محمد ﷺ یا اے مخاطب

عذاب کو مغفرت سے پہلے اس لیے ذکر کیا۔ کیونکہ چوری توبہ سے قبل کی تھی۔ یہ لف ونشر مرتب کی قبیل سے ہے۔

سوال: مِنَ الَّذِیۡنَ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا بِاَفۡوَاهِهِمۡ وَ لَمۡ تُؤۡمِنۡ قُلُوۡبُهُمۡ آیت مبارکہ میں 'اٰمَنَّا ترکیب کے لحاظ کیا ہے؟ نیز بِاَفۡوَاهِهِمۡ کس کے متعلق ہے؟

جواب: 'اٰمَنَّا (کہ ہم ایمان لائے) یہ قالوا کا مقولہ مفعول ہے۔ بِاَفۡوَاہِهِمۡ (اپنے منہ سے) یہ قالوا کے متعلق ہے تقدیر عبارت اس طرح ہے قالوا بافواہم 'امنا انہوں نے اپنے مونہوں سے 'امنا کہا

سوال: وَ مِنَ الَّذِیۡنَ هَادُوۡا سَمّٰعُوۡنَ لِلۡکَذِبِ سَمّٰعُوۡنَ لِقَوۡمٍ اٰخَرِیۡنَ آیت مبارکہ میں سَمّٰعُوۡنَ لِلۡکَذِبِ کا معنی بیان کریں نیز اس کی ترکیب کے حوالے سے صورتیں بیان کریں۔

جواب: سَمّٰعُوۡنَ لِلۡکَذِبِ کا مطلب یہ ہے کہ تجھ سے سنتے اس لئے ہیں۔ کہ تم پر جھوٹ باندھیں اس طرح کہ جو کچھ آپ سے سنا اس کو مسخ کر کے پیش کریں۔ اضافہ یا کمی یا تبدیلی اور تغیر کے ساتھ

سَمّٰعُوۡنَ لِلۡکَذِبِ میں هُمۡ مبتداء مضمر اور سمّاعون اس کی خبر ہے ضمیر کا مرجع دونوں جماعتیں ہیں۔ تقدیر عبارت ھم سماعون اس صورت میں وقف علی الذین ھادوا پر ہے۔

یا سماعون مبتداء اور اس کی خبر من الذین ھادوا ہے۔ اس صورت میں قلوبھم پر وقف ہے۔

سوال: سَمّٰعُوۡنَ لِلۡکَذِبِ سَمّٰعُوۡنَ لِقَوۡمٍ اٰخَرِیۡنَ لَمۡ یَاۡتُوۡکَ یُحَرِّفُوۡنَ الۡکَلِمَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَوَاضِعِهٖ آیت کریمہ میں یُحَرِّفُوۡنَ معنی بیان کریں نیز یُحَرِّفُوۡنَ ترکیب میں کیا ہے

جواب: یحرفون کا معنی اس کو زائل کرتے اور اس کو ان مواقع سے مائل کرتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے ان کو رکھا ہے۔ ان کو غیر مقام پر جوڑتے ہیں حالانکہ اس کا ایک مقام ہے۔

یُحَرِّفُوۡنَ یہ قوم کی صفت ہے جیسا کہ لم یأ توک

یا پھر مبتدائے محذوف کی خبر ہے۔ یعنی هُمۡ یحرفون ضمیر کا مرجع الۡکَلِمَ ہے

سوال: یَقُوۡلُوۡنَ اِنۡ اُوۡتِیۡتُمۡ هٰذَا فَخُذُوۡهُ وَ اِنۡ لَّمۡ تُؤۡتَوۡهُ فَاحۡذَرُوۡا شان نزول بیان کریں

جواب: (کہتے ہیں اگر تمہیں یہ حکم ملے تو اس کو لے لینا اگر نہ ملے تو اس سے احتراز کرنا) روایت میں ہے کہ ایک سردار یہودی نے ایک سردار عورت سے خیبر میں زنا کیا اور وہ دونوں شادی شدہ تھے۔ اور تورات میں ان کی حد سنگساری تھی۔ یہود نے ان کے اعلیٰ خاندان ہونے

کی وجہ سے ان کو رجم کرنا ناپسند کیا۔ انہوں نے اپنا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا۔ تاکہ وہ آپ سے اس سلسلہ میں سوال کریں۔ اور کہنے لگے کہ اگر وہ کوڑے لگانے کا حکم کریں اور چہرے کو کالا کرنے کا حکم کریں تو قبول کر لو اگر رجم کا حکم دیں تو مت قبول کرو۔ پس آپ نے جب ان کو رجم کا حکم دیا تو انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

سوال: وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ آیت کریمہ کا ترجمہ کریں اور بتائیں یہاں فتنہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ (اور جس کا خراب ہونا اللہ ہی کو منظور ہو تو) یہاں فتنہ سے مراد ضلالت و گمراہی ہے۔

سوال: لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ آیت مبارکہ میں مذکور خِزْيٌ سے اور عَذَابٌ عَظِيْمٌ سے کیا مراد ہے۔ نیز یہ آیت مبارکہ کن کے خلاف دلیل ہے؟

جواب: خِزْيٌ سے مراد منافقین کی رسوائی اور یہود کے لئے ذلت۔ اور عَذَابٌ عَظِيْمٌ سے مراد سزائے عظیم یعنی ہمیشہ ہمیشہ آگ میں رہنا ہے۔ یہ آیت بھی ہماری دلیل ہے کہ جو لوگ خیر و شر کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں مانتے۔ یعنی (معتزلہ)

سوال: سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ آیت مبارکہ میں مذکور لِلسُّحْتِ کی تعریف بیان کریں اور اس کی قراءت بیان کریں

جواب: السُّحْتِ یعنی ہر وہ چیز جس کا کھانا حرام ہو۔ یہ سحتہ سے لیا گیا ہے جس کا معنی جڑ سے اکھاڑنا ہے کیونکہ اس کی برکت ختم ہو جاتی ہے حدیث میں فرمایا گیا فیصلوں میں رشوت لینا اس سے مراد ہے وہ احکام پر رشوت لینے اور حرام کو حلال کرنے کے لئے بھی رشوت لیتے۔ لِلسُّحْتِ قراءت مکی اور بصری اور علی نے ثقیل سے پڑھا ہے

سوال: وَ كَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَ عِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ کس بات کا تعجب ہے؟

جواب: اس آیت میں ان کے آپ ﷺ کی تحکیم پر راضی ہونے پر تعجب کا اظہار کیا گیا۔ حالانکہ وہ آپ کی کتاب پر ایمان نہیں رکھتے۔ اور نہ آپ ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں۔ حالانکہ یہ حکم خود ان کی کتاب میں موجود ہے جس کو ماننے کے وہ دعویدار ہیں۔

سوال: يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ آیت مبارکہ میں مذکور لِلَّذِيْنَ هَادُوْا میں لام کس کے متعلق ہے؟ نیز الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ سے کون مراد ہے؟

جواب: للذین میں لام یحکم سے متعلق ہے

اور وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ (اور اہل اللہ اور علماء بھی) یہ النبیون کے معطوف ہیں۔ الربانی کا معنی ہے زاہد۔ اور احبار کا معنی علماء ہے۔

سوال: يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ آیت مبارکہ میں مذکور مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ میں من کون سا ہے اور اسْتُحْفِظُوْا میں ضمیر کے مرجع کے اقوال تحریر کریں۔

جواب: مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ میں من بیانیہ ہے اور استحفظوا کی ضمیر انبیاء اور ربانیین اور احبار تمام کی طرف لوٹتی ہے۔ یا ضمیر صرف الربّٰنِيُّوْنَ اور احبار کی طرف لوٹائی جائے اور استحفاظ انبیاء کی طرف سے ہو۔

سوال: فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ آیت مبارکہ میں کن لوگوں کو ڈرنے سے منع کیا گیا ہے۔

جواب: فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ (پس تم بھی لوگوں سے مت ڈرنا) حکام کو اس آیت میں منع کیا گیا کہ وہ اپنے فیصلوں میں غیر اللہ سے نہ ڈریں۔ اور اس کے خلاف جاری کریں جیسا ان کو حکم دیا گیا۔ جیسا ظالم بادشاہ سے ڈر کر انصاف سے رک جائیں۔ یا کسی کی اذیت کے خوف سے حق ترک کردیں۔

سوال: فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَ اخْشَوْنِ وَ لَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا آیت مبارکہ میں وَ اخْشَوْنِ کی قراءت بیان کریں۔ نیز لَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ سے کیا مراد ہے؟

جواب: قراءت: سہل نے دونوں کو یا سے پڑھا ہے۔ خواہ حالت وقف ہو یا وصل دونوں میں۔ ابو عمرو نے وصل میں ان کا ساتھ دیا ہے۔ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ (اور نہ لو میرے احکام کے بدلہ میں) یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام اور آیات کے بدلے میں نہ لو ثَمَنًا قَلِيْلًا (تھوڑی قیمت) اس سے مراد رشوت اور مرتبہ چاہنے کے لئے رقم لینا۔

سوال: وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ آیت مبارکہ کے بارے میں ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے اقوال بیان کریں۔

جواب: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے انکار کرتے ہوئے ماۤ انزل اللّٰہ کے مطابق فیصلہ نہ کیا۔ وہ کافر ہے اگر منکر تو نہ ہو لیکن فیصلہ اس کے مطابق نہ کیا تو وہ فاسق ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ آیت یہود اور غیر یہود تمام کے حق میں عام ہے۔

سوال: وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَاۤ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ الآیۃ شان نزول بیان کریں۔

جواب: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مرد کو عورت کے بدلے میں قتل نہ کرتے تھے پس یہ آیت اتری۔ یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ مسلمان کو ذمی کے بدلے میں قتل کیا جائیگا اور مرد کو عورت کے بدلے میں قتل کیا جائیگا اور آزاد بدلے غلام کے۔

سوال: قصاص کے متعلق آپ ﷺ کا ارشاد بیان کریں۔

جواب: آپ (علیہ السلام) نے فرمایا من تصدق بدم فما دونہ کان کفارۃ لہ من یوم ولدتہ امہ (در منثور) جس نے دم کو یا اس سے کم کو معاف کر دیا تو وہ اس کے لئے ان تمام گناہوں کا کفارہ بن جائے گا جو آج تک اس سے ہوئے۔

سوال: وَ قَفَّیْنَا عَلٰۤی اٰثَارِهِمْ بِعِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ مُصَدِّقًا آیت مبارکہ میں قَفَّیْنَا کا معنی اور مُصَدِّقًا کی ترکیب بیان کریں۔

جواب: وَقَفَّیْنَا (اور ہم نے ان کے پیچھے بھیجا) قفیت الشئ بالشئ کا معنی پیچھے چلانا۔ گویا اس کی گدی میں رکھ دیا قفا یقفوا کہتے ہیں جب وہ اس کا پیچھا کرے۔ مُصَدِّقًا یہ عیسیٰ بن مریم سے حال ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام بن مریم کو اس حال میں کہ وہ تصدیق کرنے والے ہیں۔

سوال: وَ مَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ آیت مبارکہ میں فاسق کا معنی اور شیخ ابو منصور کا قول تحریر کریں۔

جواب: فاسق کا معنی اطاعت سے نکلنے والا۔

شیخ ابو منصور رحمہ اللہ نے فرمایا۔ کہ تینوں میں شدید انکار پر محمول کیا جائے۔ پس وہ کافرٌ ظالمٌ فاسق ہوگا۔ کیونکہ مطلق فاسق اور مطلق ظالم تو کافر ہی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس نے بھی بما انزل اللّٰہ کے مطابق فیصلہ نہ کیا وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا منکر ہے اور اس کے حکم میں ظلم و زیادتی کرنے والا اور اپنے قول میں شرع سے نکلنے والا ہے۔

سوال: وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ آیت مبارکہ میں بَیْنَ یَدَیْهِ کا معنی اور مُصَدِّقًا ترکیب کلام میں کیا ہے؟ بیان کریں۔

جواب: بین یدیہ سے مراد جو اس سے پہلے اتری ہے اور جو کسی چز سے قبل ہوتی ہے اس کو بین یدی کہہ دیتے ہیں کیونکہ جو کسی چیز سے مؤخر ہو اس کو خلف وو راء بولتے ہیں پس جو اس سے پہلے ہوتی تو وہ قدام اور بین یدی کہلائے گی

مُصَدِّقًا (تصدیق کرتی ہے) یہ کتاب سے حال ہے۔

سوال: قرآن مجید کا پہلی کتب کی تصدیق کا کیا مطلب ہے؟

جواب: قرآن مجید تمام کتابوں کا مصدق ہے پس حرف تعریف اس میں جنس کے لیے ہے اور تصدیق کتب کا مطلب یہ ہے توحید وعبادت میں موافقت جیسا کہ اس آیت میں ہے وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الہ الا انا فاعبدون۔

سوال: وَ اَنِ احْكُمْ بَیْنَهُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِـعْ اَهْوَآءَهُمْ وَ احْذَرْهُمْ اَنْ یَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ آیت مبارکہ میں یَّفْتِنُوْكَ کا معنی بیان کریں نیز اللہ عزوجل نے نبی اکرم ﷺ سے کیا فرمایا وضاحت کریں۔

جواب: **یفتنوک** کا معنی وہ تمہیں پھیر دیں یہ مفعول لہ ہے یعنی **مخافة ان یفتنوک** اس خطرے کے پیش نظر کہ وہ آپ کو فتنے میں نہ ڈال دیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو ان سے محتاط کیا حالانکہ رسول ﷺ مامون و محفوظ ہیں۔

سوال: **فَاعْلَمْ اَنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّصِیْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ** آیت مبارکہ میں بعض گناہوں کا ذکر کیوں کیا وضاحت کریں۔

جواب: **فَاعْلَمْ اَنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّصِیْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ** (تو یقین کرلیں کہ اللہ تعالیٰ ہی کو منظور ہے کہ ان کے بعض جرموں پر ان کو سزا دیں) ذنوب سے مرد اللہ تعالیٰ کے حکم سے منہ موڑنے کا گناہ اور اس کی مخالفت کا ارادہ کرنے کا گناہ پس یہاں **بعض ذنوبهم** کو اس جگہ لائے۔ یہ ابہام منہ موڑنے کی بڑائی ظاہر کرنے کے لئے ہے اور گناہ کا بڑا ہونا معلوم ہوا اور یہ کہ بعض گناہ انتہائی ہلاک کن ہیں تو تمام گناہوں کا کیا حال ہوگا۔

سوال: **اَفَحُکْمَ الْجَاهِلِیَّةِ یَبْغُوْنَ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُکْمًا لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ** شان نزول بیان کریں۔
نیز **لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ** میں ابو علی نے کیا کلام فرمایا؟

جواب: اس میں بنی نضیر کو خطاب کیا گیا کیونکہ وہ بنو قریظہ پر اپنی فضیلت جتلاتے تھے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو فرمایا **القتلی سو ای**۔ مقتول برابر ہیں تو بنی نضیر کہنے لگے ہم اس پر رضامند نہیں اس پر یہ آیت اتری
ابو علی نے کہا کہ لام۔ یہاں عند کے معنی میں ہے کیونکہ یہ دونوں قریب المعنی ہیں۔

سوال: یہود و نصاری سے دوستی کے متعلق کیا ارشاد فرمایا گیا؟

جواب: یہود و نصاریٰ کو دوست مت بناؤ کہ تم ان کے مددگار و معاون ہو۔ اور ان سے نصرت و معاونت طلب کرنے والے اور ان سے مواخات اور ایمان والوں جیسا میل جول اختیار کرنے والے ہو۔ کیونکہ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور سارے مل کر ایمان والوں کے دشمن ہیں اور جو ان سے دوستی اختیار کرنے والا ہے وہ انہیں میں سے ہے اور اس کا حکم انہی جیسا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سختی کی گئی ہے

سوال: **بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ** آیت مبارکہ میں کس بات کی دلیل ہے؟

جواب: **بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ** (کہ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں) یعنی یہود و نصاری اور سارے مل کر ایمان والوں کے دشمن ہیں اس میں دلیل ہے کہ تمام کفار ملت واحدہ ہیں۔

سوال: **فَتَرَی الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ یُّسَارِعُوْنَ** آیت مقدسہ میں **مَّرَضٌ** سے کون سا مرض مراد ہے؟ نیز **یُّسَارِعُوْنَ** ترکیب کلام میں کیا ہے؟

جواب: **مَّرَضٌ** سے مراد نفاق کی بیماری یعنی دلوں میں نفاق کی بیماری

يُّسَارِعُوْنَ (جلدی کرنے والے ہیں) یہ حال یا مفعول دوم ہے کیونکہ تڑی سے آنکھ سے دیکھنا بھی مراد ہو سکتا ہے اور دل سے دیکھنا بھی

سوال : اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ آیت مبارکہ میں اَمرٍ سے کیا مراد ہے ؟

جواب: اس سے مراد کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو منافقین کے اسرار ظاہر کرنے کا حکم دے اور ان کے قتل کا آرڈر دے دے۔

سوال : وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ آیت مبارکہ میں مذکور يَقُوْلُ کی قرات بیان کریں۔

جواب: بصری نے ان یاتی پر عطف کے طور پر یقول پڑھا ہے اور شامی اور حجازی نے یقول کو واؤ کے بغیر پڑھا ہے اسی لئے کہ کہنے والے کا جواب ہے کہ مومن اس وقت کیا کہیں گے۔ تو جواب دیا یقول الذینٰ امنوا ایمان والے اس وقت یہ کہیں گے۔

سوال : اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ آیت مبارکہ میں مذکور حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ سے کیا مراد ہے ؟

جواب : حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ (ان کے وہ اعمال ضائع ہو گئے) جو انہوں نے ریاکاری اور شہرت کی خاطر کیے۔ یقین و وعدہ کی بنیاد پر نہیں کیے تھے اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انکے اعمال حبط ہونے کی شہادت ہے اور انکی بری حالت پر تعجب کا اظہار کیا گیا ہے۔

سوال : يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ میں يَّرْتَدَّ کی قرات بیان کریں نیز محبت سے کیا مراد ہے ؟

جواب: مدنی اور شامی نے یرتدد پڑھا ہے۔ محبت سے مراد ان کے اعمال سے راضی ہونا اور ان کے ان اعمال پر ان کی تعریف کرنا ہے یحبونہ سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا اور اس کی رضامندی کو ہر چیز پر ترجیح دینا ہے

سوال : اَذِلَّةٍ کس کی جمع ہے ؟ اقوال تحریر فرمائیں۔

جواب : یہ ذلیل کی جمع ہے۔ رہا لفظ ذلولٌ اس کی جمع ذللٌ آتی ہے۔ جن لوگوں نے اس کو الذل سے کہا ہے جو کہ صعوبت بمعنی مشکل کی ضد ہے ان سے بھول ہوئی ہے کیونکہ ذلول کی جمع اذلہ نہیں آتی۔ بقول جوہری الذل یہ العز عزت کے بالمقابل ہے کہتے ہیں رجل ذلیل جس کی ذلت واضح ہو چکے کہا جاتا ہے۔ قوم اذلاء واذلہ۔ الذل کسرۂ ذال کے ساتھ نرمی کو کہتے ہیں اور یہ صعوبۃ کی ضد ہے۔ جیسے کہتے ہیں دابۃ ذلولٌ ودواب ذلل (مصنف۔ بیضاوی کا قول نقل کیا مگر صاحب قاموس نے لکھا ہے کہ ذلیل کی جمع ذلال اور اذلاء اور اذلۃ اور ذلول کی جمع ذلل اور اذلۃ ہے پس اذلۃ ذلیل اور ذلول دونوں کی جمع ہے در اصل دونوں لفظ قریب المعنی ہیں۔

سوال : عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ کی جگہ للمؤمنین نہیں فرمایا گیا وجہ بیان فرمائیں۔

جواب : عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ کی جگہ یہاں للمؤمنین نہیں فرمایا کیونکہ ذلل کا لفظ مہربانی و شفقت کو متضمن ہے گویا اس طرح فرمایا عاطفین

علی وجہ التذلل والتواضع وہ ان پر تواضع وعاجزی کے طور پر شفقت کرنے والے ہیں۔

سوال : اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ میں اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ کی وضاحت مطلوب ہے۔

جواب : العزاز: اصل میں سخت زمین کو کہا جاتا ہے پس وہ ایمان والوں کے ساتھ تو اس طرح سلوک کرنے والے ہیں۔ جیسا والد اپنے بیٹے پر اور آقا اپنے غلام پر اور کافروں کے ساتھ جیسے چیتا اپنے شکار پر جھپٹتا ہے۔

سوال : اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ میں اِنَّمَا کس بات کا دائرہ دے رہا ہے ولی کی جمع ذکر کیوں نہیں کیا گیا؟

جواب : انما کا کلمہ ظاہر کر رہا ہے کہ موالات کے ساتھ یہ لوگ خاص ہیں۔ الولی کا لفظ جمع نہیں لائے۔ کیونکہ جس سے موالات کا حکم دیا وہ ایک جماعت ہے اس بات پر متنبہ کرنے کیلئے کہ اصل ولایت اللہ ہی کی ہے دوسروں کی ولایت ودوستی تو تبعاً ہے۔ اگر اس طرح کہا جاتا انما اولیاؤکم اللّٰه ورسوله تو کلام میں اصل وتبع کوئی نہ بنتا۔

سوال : وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ آیت مبارکہ میں مذکور الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ کی اعرابی صورتیں بیان فرمائیں نیز وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ یہ آیت مقدسہ کن کے بارے میں نازل ہوئی؟ اور وَهُمْ رٰكِعُوْنَ جو جمع کیوں ذکر کیا جبکہ سبب ایک ہی ہے۔

جواب : وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ محلاً مرفوع ہے کیونکہ یہ الذین سے بدل ہے۔ یا ہم الذین سے مرفوع ہے یا منصوب ہے مدح کی وجہ سے وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ اس کی واؤ اور وَہُمْ رَاكِعُوْنَ کی واؤ حالیہ ہے یعنی وہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں جبکہ وہ نماز میں رکوع کی حالت میں ہوتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ یہ حضرت علیؓ کے متعلق اتری ان سے ایک سائل نے سوال کیا جبکہ وہ اپنی نماز میں حالت رکوع میں تھے۔ آپ نے اپنی انگوٹھی اس کی طرف پھینک دی گویا وہ خنصر کے متعلق بے تاب تھے۔ پس انہوں نے اس کے اتارنے میں عمل کثیر نہیں کیا جس سے نماز فاسد ہو۔

وَهُمْ رٰكِعُوْنَ میں جمع کا لفظ لایا گیا اگرچہ سبب ایک ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ ان کے فعل کی اتباع کریں۔ تاکہ ان جیسا ثواب حاصل ہو۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں صدقہ درست ہے اور فعل قلیل مفسد نماز نہیں ہے۔

سوال : فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۚ سے کیا مراد ہے نیز حزب کی اصل کیا ہے۔

جواب : فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ ہُمُ الْغٰلِبُوْنَ میں ظاہر کو ضمیر کی جگہ لایا گیا ہے۔ یعنی فانهم هم الغالبون کی بجائے ان حزب اللّٰه فرمایا۔ یا حزب سے رسول اللہ ﷺ اور مومن مراد ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جس نے ان سے دوستی اختیار کی تو اس نے اللہ کے لشکر سے

دوستی کی۔اور اس سے بھائی بندی کرلی جو مغلوب نہیں ہوتا۔الحزب کا معنی کسی پیش آنے والے کام کے لئے جو لوگ جمع ہوتے ہیں۔

سوال : يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا شان نزول بیان فرمائیں۔

جواب:روایت میں ہے کہ رفاعہ بن یزید اور سوید بن الحارث نے کھلے طور پر اسلام قبول کیا۔پھر منافقت اختیار کی۔بعض مسلمانوں کی ان سے دوستی تھی تو یہ آیت اتری۔

سوال : مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ الْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ آیت مبارکہ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ میں من کون ساہے اور مِنْ قَبْلِكُمْ وَ الْكُفَّارَ میں الْكُفَّارَ سے کون سے کفار مراد ہے اور اس کا عطف کس پر ہے؟

جواب : مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ یہ من بیانیہ ہے۔ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ سے پہلے کفار سے مراد مشرکین ہیں۔اس کا عطف الذین پر ہے۔جو کہ منصوب ہے۔بصری علی نے الکفارِ پڑھاہے۔اور الذین مجرور پر اس کا عطف قرار دیا۔مطلب اس طرح ہے کہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی۔

سوال:اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ کی تفسیر حقاً کے ساتھ کیوں کی گئی؟

جواب:(اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اگر تم سچے مومن ہو۔)کیونکہ سچا ایمان دشمنان دین کے ساتھ موالات سے روکتا ہے۔

سوال: وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ۔۔الایة میں کس چیز کی دلیل ہے؟

جواب:اس آیت میں دلیل ہے کہ اذان کتاب کی نص سے ثابت ہے۔

سوال: هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ آیت مقدسہ میں وَ اَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ کا عطف کس پر ہے تقدیر عبارت کیا ہے؟

جواب: وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ اس کا عطف مجرور پر ہے تقدیر عبارت یہ ہے ماتنقمون منّاالا الایمان باللّٰہ وما انزل وبان اکثرکم فاسقون۔ مطلب یہ ہے کہ کیا تم ہم سے اس لئے دشمنی کرتے ہو کیونکہ ہمارا اعتقاد اللہ تعالیٰ کی توحید،انبیاء کی صداقت پر ہے اور تمہارا فسق ان باتوں میں ہماری مخالفت کی بنیاد پر ہے؟اور یہ بھی درست ہے کہ واؤ مع کے معنی میں ہو۔مطلب یہ ہوگا تم ہم سے انتقام نہیں لیتے مگر صرف اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا۔حالانکہ تمہاری اکثریت فاسقوں کی ہے۔

سوال: قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ آیت مقدسہ میں مَثُوْبَةً کا معنی بیان کریں یہ بتائیں کہ منصوب کیوں ہے اور اس کو کیوں ذکر کیا گیا ہے؟

جواب: ثوبۃ کا معنی ثواب ہے۔اور یہ تمیز کی وجہ سے منصوب ہے۔اگرچہ ثواب احسان کے ساتھ خاص ہے۔لیکن اس کو عقوبت کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے۔

سوال : وَ جَعَلَ مِنۡهُمُ الۡقِرَدَةَ وَ الۡخَنَازِيۡرَ وَ عَبَدَ الطَّاغُوۡتَ عبارت میں مذکور الۡقِرَدَةَ وَ الۡخَنَازِيۡرَ سے کون مراد ہے؟ نیز طَّاغُوۡتَ کا معنی اور اس کی عطف کی صورتیں بیان کریں۔

جواب: الۡقِرَدَةَ بندر بننے والے اصحاب سبت تھے۔ جبکہ الۡخَنَازِيۡرَ اہل مائدہ جو عیسیٰ (علیہ السلام) کے زمانے میں کافر ہوئے وہ تھے یا دونوں مسخ اصحاب سبت ہی کو پیش آئے۔ان کے نوجوان بندر بنادیئے گئے اور بوڑھے خنازیر بنادیئے گئے۔

طَّاغُوۡتَ سے یہاں بچھڑا مراد ہے یا شیطان کیونکہ بچھڑے کی عبادت شیطانی تزیین سے تھی۔اور اس کا عطف بھی من کے صلہ پر ہے۔ گویا عبارت اس طرح ہے۔ومن عبد الطاغوت اور وہ جنہوں نے شیطان کی عبادت کی۔حمزہ نے عَبُدَ الطاغوت پڑھا ہے اس کو اسم قرار دیا ہے جو مبالغہ کے لئے وضع کیا گیا۔ جیسے کہتے ہیں: رجل حذر وفطن وہ آدمی جو انتہائی محتاط اور فطین ہے۔اس کا عطف القردہ اور خنازیر پر ہے یعنی جعل اللہ منھم عبد الطاغوت اللہ تعالیٰ نے ان میں شیطان کے پیروکار بنادیئے۔

سوال: وَاِذَا جَآءُوۡكُمۡ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا وَ قَدْ دَّخَلُوۡا بِالۡكُفۡرِ وَ هُمۡ قَدۡ خَرَجُوۡا بِهٖ شان نزول بیان کریں نیز بِالۡكُفۡرِ میں ب کیا واقع ہوا ہے۔

جواب: یہ آیت یہود کے اس گروہ کے متعلق اتری جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس داخل ہوتا تو منافقت سے اسلام کا اظہار کرتا۔ باحال کے لیے ہے مطلب یہ ہے وہ داخل ہوئے اس حال میں کہ وہ کافر تھے اور وہ نکل کر گئے تو اس حال میں کہ وہ کافر تھے۔تقدیر عبارت ملتبسین بالکفر ہے کہ وہ داخل ہوئے اور نکلتے ہوئے متلبس بالکفر تھے اسی لئے قد ماضی پر لایا گیا۔تاکہ اس کو حال کے قریب کیا جاسکے۔یہ قالوا امنا سے متعلق ہے۔کہ کہتے زبان سے وہ ہیں اور حالت ان کی یہ ہے۔

سوال: وَتَرٰى كَثِيۡرًا مِّنۡهُمۡ يُسَارِعُوۡنَ فِى الۡاِثۡمِ وَالۡعُدۡوَانِ وَاَكۡلِهِمُ السُّحۡتَ آیت مبارکہ میں خط کشیدہ الفاظ کا معنی بیان کریں۔

جواب: الۡاِثۡمِ سے مراد یہاں جھوٹ ہے۔ عدوان وہ گناہ جو ان سے دوسروں کی طرف تجاوز کر جائے۔

سوال: لَوۡ لَا يَنۡهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوۡنَ وَالۡاَحۡبَارُ عَنۡ قَوۡلِهِمُ ،،،الخ آیت میں کن کی مذمت بیان کی گئی ہے؟ نیز اس کے بارے مین ابن عباس کا قول تحریر کریں۔

جواب: اس میں علماء کی مذمت فرمائی گئی ہے۔ جبکہ پہلی آیت عام لوگوں کے لئے ہے۔

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ یہ قرآن مجید میں سب سے زیادہ سخت آیت ہے اس لئے کہ نہی عن المنکر کے چھوڑنے والے کو منکرات کے مرتکب کے درجہ میں رکھ کر وعید سنائی گئی ہے۔

سوال: وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُولَةٌ غُلَّتْ اَيْدِيهِمْ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوطَتٰنِ آیت مبارکہ میں ید اللہ مغلولۃ سے کیا مراد ہے؟ نیز ید اللّٰہ مغلولۃ میں ایک ہاتھ کا ذکر کیا گیا تھا مگر بل یداہ مبسوطتان میں دو کا ذکر کیا گیا۔ وضاحت کریں۔

جواب: روایت میں ہے کہ یہودیوں نے آپ ﷺ کی توہین کی تو اللہ تعالیٰ نے جو ان پر وسعت کی تھی روک دی اور یہود سب سے زیادہ مالدار تھے۔ اس پر فنحاص یہودی نے کہا ید اللہ مغلولۃ کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے۔ اس کی اس بات کو باقی یہود نے پسند کیا۔ اور اس کے ساتھ شرکت کی۔

بل یداہ مبسوطتان میں دو کا ذکر کیا گیا تا کہ ان کے قول کی تردید انتہائی بلیغ انداز میں ہو جائے۔ اور جود و سخائے باری تعالیٰ میں زیادہ سے زیادہ دلالت کرے۔ اور اس کی ذات سے پورے طور پر بخل کی نفی ہو جائے پس سخی اپنی سخاوت میں دونوں ہاتھوں سے سخاوت کرتا ہے

سوال: يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ آیت میں کس بات کی دلیل ہے؟

جواب: (يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ جیسے چاہتا ہے خرچ کرتا ہے) اس میں سخاوت کے وصف کی تاکید کی گئی۔ اور اس بات پر دلالت ہے کہ وہ جو بھی خرچ فرماتا ہیں وہ حکمت کا مقتضا ہے۔

سوال: كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ تفسیر بیان کریں۔

جواب: كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ جب کبھی وہ کسی سے جنگ کا ارادہ کرتے ہیں تو مغلوب و مقہور کر دیئے جاتے ہیں۔ اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی مدد قائم نہیں ہوتی۔ جب اسلام آیا تو وہ اس وقت مجوسیوں کی حکومت کے ماتحت تھے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ جب بھی وہ رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرتے ہیں تو مغلوب ہو جاتے ہیں۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ تم کسی شہر میں جس یہودی کو پاؤ گے وہ لوگوں میں سب سے زیادہ ذلیل و خسیس ہو گا۔

سوال: وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا میں فَسَادًا کا معنی بیان کریں۔

جواب: وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا وہ اسلام کو شکست دینے کے لئے کوشاں ہیں۔ اور آپ ﷺ کا تذکرہ اپنی کتابوں سے مٹانے کے لئے دن رات سرگرداں ہیں۔

سوال: تورات و انجیل کو قائم کرنے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: تورات و انجیل کو قائم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ تورات و انجیل کے احکام کو قائم کرتے اور ان کی حدود کی پابندی کرتے اور اس

میں جو رسول اللہ ﷺ کی تعریف ہے اس کو تھامتے۔

سوال: وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ اھل کتاب کی طرف تمام کتب کیوں نازل کی گئی؟

جواب: کیونکہ ان کو ان تمام کتابوں پر ایمان لانے کا مکلف بنایا گیا تھا گویا وہ خود انہی کی طرف اتری تھیں۔ بعض نے کہا کہ ما انزل سے مراد قرآن پاک ہے

سوال: مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ۔ میں مُّقْتَصِدَةٌ کا معنی بیان کریں۔ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ میں آیت کا کیا مطلب ہے؟

جواب: مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ۔ ان میں سے ایک میانہ رو جماعت ہے جو عداوت رسول اللہ ﷺ میں میانہ روی اختیار کرنے والی ہے ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ مومن گروہ ہے جو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں پر مشتمل تھا۔ اور اڑتالیس 48 عیسائی بھی ان کے ساتھ تھے۔

وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ اس میں تعجب کا معنی ہے گویا اس طرح فرمایا۔ کہ ان کی اکثریت کا عمل کس قدر برا ہے دوسرا قول یہ بھی ہے کہ اس سے کعب بن اشرف اور اس کی پارٹی والے مراد ہیں۔

سوال: يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ میں مَآ اُنْزِلَ سے کیا مراد ہے؟

جواب: ما انزل سے مراد وہ تمام جو آپ کی طرف اتارا گیا۔ اور جو آپ کی طرف اتار دی گئی ہے اس کو دوسری طرف پہنچانے میں کسی کی حفاظت کی ضرورت نہیں۔ اور نہ کسی خطرہ کی ضرورت ہے۔ کہ آپ کو اس سلسلے میں تکلیف پہنچے گی۔

سوال: وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ آیت کریمہ میں يَعْصِمُكَ کا کیا معنی ہے؟ نیز اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ کا کیا مطلب ہے؟

جواب: وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اللہ تعالیٰ قتل سے آپ کی حفاظت فرمانے والا ہیں۔ وہ اس پر قدرت نہ پائیں گے۔ اگرچہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک احد کے دن زخمی ہوا اور آپ کا نچلا سامنے والا دایاں دانت شہید ہوا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ یہ آیات ان تکالیف کے پہنچنے کے بعد اتریں۔ الناس سے مراد کفار ہیں۔ اس کی دلیل یہ ارشاد خداوندی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ یعنی ان کے لئے ممکن نہ ہو سکے گا۔ جن کا وہ آپ کی ہلاکت کے سلسلے میں ارادہ باندھ رہے ہیں۔

سوال: فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ میں حضور ﷺ کو کافروں پر افسوس سے کیوں روکا گیا؟

جواب: (فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ پس آپ ان پر افسوس نہ کریں۔) اس کا نقصان ان کی طرف لوٹے گا آپ کی طرف نہیں۔

سوال: اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَالَّذِیۡنَ ہَادُوۡا وَالصّٰبِئُوۡنَ وَالنَّصٰرٰی آیت مبارکہ میں اٰمَنُوۡا کا معنی اور الصّٰبِئُوۡنَ کی اعرابی صورتیں بیان کریں۔

جواب: اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بیشک جو لوگ ایمان لائے اپنی زبانوں سے حالانکہ وہ منافق ہیں۔اور اس زبانی ایمان پر دوسری آیت دلالت کررہی ہے۔ولا یحزنک الذین یسارعون فی الکفر من الذین قالوا اٰمنا بافواھھم ولم تؤمن قلوبھم۔

سیبویہ کہتے ہیں کہ الصابئون کا رفع ابتداء کی وجہ سے ہے اور اس کی خبر محذوف ہے۔اور مقصد اس سے یہ ہے ان اور جو اس کے متعلق اسم و خبر ہے اس سے یہ مؤخر ہے

سوال: لَقَدۡ اَخَذۡنَا مِیۡثَاقَ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ وَ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلَیۡہِمۡ رُسُلًا میں میثاق سے کون سا وعدہ مراد ہے؟ نیز بنی اسرائیل کی طرف رسولوں کو کیوں بھیجا گیا؟

جواب: میثاق سے مراد توحید کا وعدہ لیا۔ان کی طرف رسول بھیجے تاکہ وہ ان کو ان چیزوں پر جو انہوں نے کرنی ہیں اور جو چھوڑنی ہیں ان کو واقف کرا سکیں۔

سوال: کُلَّمَا جَآءَہُمۡ رَسُوۡلٌۢ بِمَا لَا تَہۡوٰۤی اَنۡفُسُہُمۡ ۙ فَرِیۡقًا کَذَّبُوۡا وَ فَرِیۡقًا یَّقۡتُلُوۡنَ کی تفسیر بیان کریں۔

جواب: کُلَّمَا جَآءَ ھُمۡ رَسُوۡلٌ یہ جملہ شرطیہ ہے اور رسلاً کی صفت کے طور پر لایا اور ضمیر محذوف ہے تقدیر عبارت یہ ہے رسول منھم۔رسول ان میں سے بِمَا لَا تَہۡوٰۤی اَنۡفُسُہُمۡ جو کام ان کی خواہشات کے مخالف تھا اور شہوات سے متضاد تھا۔جیسے سخت تکالیف اور شرائع پر عمل۔جواب شرط محذوف ہے جس پر فَرِیۡقًا کَذَّبُوۡا وَفَرِیۡقًا یَّقۡتُلُوۡنَ دلالت کررہا ہے گویا اس طرح کہا گیا کلما جاء ھم رسول منھم ناصبوہ کہ جب بھی کوئی رسول ان کے پاس ان میں سے آیا تو انہوں نے اس کی مخالفت کی۔فریقاً اور وفریقاً دونوں منصوب ہیں۔اس لئے کہ یہ کذبوا کے مفعول ہیں۔ایک قول یہ بھی ہے کہ تکذیب یہود و نصاریٰ میں مشترک پائی جاتی تھی۔مگر قتل والا فعل یہود کے ساتھ خاص تھا۔انہوں نے حضرت زکریّا و یحییٰ (علیہما السلام) کو قتل کیا۔

سوال: وَ حَسِبُوۡۤا اَلَّا تَکُوۡنَ فِتۡنَۃٌ فَعَمُوۡا وَ صَمُّوۡا آیت مبارکہ میں وَ حَسِبُوۡۤا اَلَّا تَکُوۡنَ کی قراءت بتائیں اور یہ بتائیں کہ اس کی اصل کیا ہے،فِتۡنَۃٌ کا معنی بیان کریں،فَعَمُوۡا وَ صَمُّوۡا میں ان کے اندھے ہونے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: وَحَسِبُوۡۤا اَلَّا تَکُوۡنَ ۔قراءت: حمزہ اور علی اور ابو عمرو نے کہا ہے کہ یہ اَنۡ مخففہ من المثقلہ ہے اس کی اصل انہ لا تکون ہے پس انّ کو اَن تخفیف سے بدل دیا۔اور ضمیر شان کو حذف کر دیا حسبان کو بمنزلہ علم کے رکھا گیا۔کیونکہ وہ گمان ان کے دلوں میں نہایت پختہ تھا۔ اس وجہ سے حسبان کے فعل کو ان جو تحقیق کے لئے آتا ہے' اس پر داخل کیا گیا۔

فِتْنَةٌ بلاء وعذاب مطلب یہ ہے کہ بنو اسرائیل نے گمان کیا کہ ا ن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قتل انبیاء پر کوئی عذاب نہیں دیا جائے گا۔اسی طرح تکذیب رسل پر ان کو سزا نہ ملے گی۔اور انّ اور اَن کے صلہ کو جو کہ مسند اور مسند الیہ ہے حسب کے دو مفعولوں کی جگہ رکھ دیا۔
**فَعَمُوْا وَصَمُّوْا** وہ اندھے اور بہرے ہو گئے۔پس انہوں نے جو دیکھا اس پر عمل نہ کیا۔اور جو سنا اس پر نہ چلے دوسرا قول یہ ہے وہ سیدھے راستے سے اندھے ہو گئے اور وعظ و نصیحت سے بہرے ہو گئے۔

سوال: **ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ** میں **كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ** کا قول بیان کریں۔
جواب: یہ ضمیر سے بدل ہے یعنی واؤ سے اور یہ بدل البعض ہے یا مبتداء محذوف کی خبر ہے۔یعنی **اولئک کثیر منھم** ایسے ان میں بہت ہیں۔

سوال: **وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ** آیت مبارکہ میں **وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ** سے کیا مراد ہے اور یہ کلام کس کا ہے؟
جواب: **وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ** ظالم سے کافر مراد ہیں۔یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے (یعنی ادخال الٰہی) یہ عیسیٰ (علیہ السلام) کے کلام کا حصہ ہے۔

سوال: **وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ** آیت مبارکہ میں **من** کون سا ہے؟ نیز آیت کا کیا مطلب ہے؟
جواب: **وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ** میں **من** استغراق کے لئے ہے۔کہ کوئی کبھی بھی وجود میں نہیں آیا مگر وہ الٰہ جو وحدانیت سے موصوف ہے۔اور اس کا کوئی ثانی نہیں۔اور وہ وحدہ لاشریک ہے۔

سوال: **وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ** آیت مبارکہ میں **من** کون سا ہے؟ نیز یہاں **لیمسنھم** کیوں نہیں فرمایا۔
جواب: یہاں **من** اس کی وضاحت کے لئے ہے جو **فاجتنبوا الرجس من الاوثان** (حج آیت 30) میں ہے
یہاں **لیمسنھم** نہیں فرمایا۔بلکہ مضمر کی بجائے ظاہر کو لا کر ان کے متعلق کفر کی گواہی کو مزید پختہ کر دیا۔یا **من** تبعیض کے لئے ہے یعنی ضرور ان لوگوں کو عذاب چھوئے گا۔جو ان میں سے کفر پر باقی رہیں گے۔کیونکہ بہت سے ان میں سے نصرانیت سے تائب ہو گئے۔

سوال: **مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ** آیت مبارکہ میں کس بات کی نفی کی گئی ہے؟ **الرسل** کس کی صفت ہے؟
جواب: **مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ** اس میں مسیح (علیہ السلام) سے الوہیت کی نفی ہے۔
**قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ** ان سے پہلے رسول گزرے۔یہ رسول کی صفت ہے۔مطلب یہ ہوا کہ وہ نہیں ہیں مگر ایک رسول ان

رسولوں کی جنس سے جو اس سے پہلے ہو گزرے۔اور باقی رہا ان کا اندھے اور ابرص کو درست کرنا اور مردوں کو زندہ کرنا۔ وہ خود ان کی اپنی جانب سے نہ تھا۔

سوال: وَ اُمُّهٗ صِدِّیْقَةٌؕ كَانَا یَاْكُلٰنِ الطَّعَامَؕ اُنْظُرْ كَیْفَ نُبَیِّنُ لَهُمُ الْاٰیٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ آیت مبارکہ میں مریم علیہا السلام پر صدیقہ کا اطلاق کیوں گیا؟ كَانَا یَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ میں کس بات کی دلیل ہے؟ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ کا کیا معنی ہے؟

جواب: صدیقہ کی وجہ ان کو صدیقہ اس لئے فرمایا کیونکہ دوسرے مقام پر فرمایا۔و صدّقت بکلمات ربہا و کتبہ (التحریم۔آیت 12) پھر ان کو اللہ تعالیٰ نے اس (معبودیت والی) بات سے دور قرار دیتے ہوئے فرمایا

كَانَا یَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ کہ وہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔کیونکہ جو کھانے سے غذا کا محتاج ہے اور پھر جو کھانے کے بعد ہضم اور ان کا فضلہ بنا کر پھینکنا وہ اس جسم کا کام ہے جو گوشت اور ہڈیوں اور اعصاب و عروق وغیر ذلک سب چیزوں پر مشتمل ہے۔جو اس بات پر کھلی دلالت ہے کہ وہ بنائے گئے اور مختلف چیزوں کا مجموعہ ہیں۔جیسا کہ دوسرے اجسام۔

ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ پھر دیکھو اس حق کے سننے سے کس طرح پھرتے ہیں۔اور اس پر غور سے کس طرح ہٹتے ہیں۔اس میں ان پر تعجب کا اظہار کیا گیا۔کہ وہ رب اور مربوب کے درمیان فرق کرنے سے بھی گئے گزرے ہیں۔

سوال: قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًاؕ وَ اللّٰهُ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۔ آیت مبارکہ کی تفسیر بیان کریں۔

جواب : قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا۔ (کیا تم اللہ کے سواء ان چیزوں کو پوجتے ہو جو ذرہ بھر نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتے) من دون اللہ سے مراد حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) ہیں۔مطلب یہ ہے کہ ایسی چیزیں جو تمہیں نقصان پہنچانے کی طاقت نہ رکھتی ہوں۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ بلاء و مصائب تمہارے انفس و اموال میں اتارتے ہیں۔اور نہ ہی وہ چیزیں جو تمہیں نفع دے سکیں۔جیسے اللہ تعالیٰ بدن میں صحت اور وسعت رزق اور خوشحالی عنایت فرماتے ہیں۔اور اس لیے بھی کہ انسان جس نفع و نقصان کی طاقت رکھتا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے ہے گویا کہ انسان کو اس پر بھی ذرہ بھر اختیار نہیں۔اور یہ قطعی دلیل ہے کہ ان کا معاملہ ربوبیت کے منافی ہے۔اس لئے کہ ان کو اس طرح قرار دیا۔کہ وہ ذرہ بھر نفع و نقصان کی طاقت نہیں رکھتے۔اور ربوبیت کی صفت تو یہ ہے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔کوئی مقدور اس کی قدرت سے نکل نہیں سکتا۔ وَ اللّٰهُ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ یہ اتعبدون سے متعلق ہے مطلب یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرتے ہو۔اور اس سے ڈرتے نہیں ہو۔حالانکہ وہ تمہاری تمام باتوں کو سننے والا اور تمہارے تمام اعتقادات کا علم رکھنے والا ہے۔

سوال: قُلۡ یٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لَا تَغۡلُوۡا فِیۡ دِیۡنِكُمۡ غَیۡرَ الۡحَقِّ آیت مبارکہ میں غلو کا کیا معنی ہے یہود و نصاریٰ کا غلو کیا تھا؟ نیز غَیۡرَ الۡحَقِّ کیا واقع ہو رہا ہے؟

جواب: غلو حد سے تجاوز کو کہتے ہیں۔ نصاریٰ کا غلو یہ تھا کہ ان کو ان کے مرتبے سے اٹھا کر الوہیت کے تخت پر بٹھا دیا تھا۔ اور یہود کا غلو یہ تھا کہ ان کو استحقاق نبوت سے ہی گرا دیا۔ غَیۡرَ الۡحَقِّ یہ مصدر محذوف کی صفت ہے تقدیر عبارت یہ ہے غلوًا غیر الحق یعنی باطل غلو۔

سوال: وَلَا تَتَّبِعُوۡۤا اَهۡوَآءَ قَوۡمٍ قَدۡ ضَلُّوۡا مِنۡ قَبۡلُ وَاَضَلُّوۡا كَثِیۡرًا وَّضَلُّوۡا عَنۡ سَوَآءِ السَّبِیۡلِ اس کی تفسیر بیان کریں۔

جواب: وَلَا تَتَّبِعُوۡۤا اَہۡوَآءَ قَوۡمٍ قَدۡ ضَلُّوۡا مِنۡ قَبۡلُ یعنی تمہارے وہ اسلاف اور وہ مقتداء جو بعثت نبوی ﷺ سے پہلے گمراہی پر تھے۔ وَاَضَلُّوۡا كَثِیۡرًا ان کو جو ان کا ساتھ دینے والے تھے۔ وَضَلُّوۡا گمراہ ہوئے جبکہ رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے۔ عَنۡ سَوَآءِ السَّبِیۡلِ جبکہ انہوں نے حضور (علیہ السلام) کو جھٹلا دیا۔ آپ ﷺ سے حسد کیا اور آپ ﷺ کے خلاف بغاوت پر اتر آئے۔

سوال: لُعِنَ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡۢ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِیۡسَی ابۡنِ مَرۡیَمَ بنی اسرائیل پر داؤد اور عیسیٰ بن مریم علیہم السلام کی زبان سے کیا لعنت کی گئی۔

جواب: کہا جاتا ہے کہ جب ایلہ کے لوگوں نے ہفتہ کے سلسلہ میں حد سے تجاوز کیا۔ تو داؤد (علیہ السلام) نے فرمایا: **اللهم العنهم واجعلهم ایةً** اے اللہ تو ان پر لعنت کر اور ان کو عبرت کا نشان بنا دے۔ اس پر ان کو مسخ کر کے بندر بنا دیا گیا۔ اور جب عیسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھیوں نے مائدہ کے بعد کفر اختیار کیا تو عیسیٰ نے ان الفاظ میں دعا کی **اللهم عذب من کفر بعد ما اکل من المائدة عذابًا لم تعذبه احدًا من العالمین۔ والعنهم کما لعنت اصحٰب السبت**۔ اے اللہ ان کو عذاب دے جنہوں نے مائدہ کو کھانے کے بعد کفر کیا ہے ایسا عذاب جو جہان میں کسی کو نہیں دیا گیا۔ اور ان پر ایسی لعنت کر جس طرح ہفتہ والوں پر لعنت کی۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کو خنزیر بنا دیا۔ ان کی تعداد پانچ ہزار مرد تھی۔

سوال: كَانُوۡا لَا یَتَنَاهَوۡنَ عَنۡ مُّنۡكَرٍ فَعَلُوۡهُ میں مُنۡکَر کو فَعَلُوۡہ کے ساتھ کیوں موصوف کیا گیا؟

جواب: آیت میں منکر کی صفت فعلوہ سے کی ہے۔ حالانکہ فعل کے بعد تو نہی نہیں ہوتی۔ مطلب یہ ہے کہ اس برائی کے بار بار کرنے سے وہ باز نہیں رہتے تھے۔ جس کو ایک دفعہ کر لیتے یا اس برائی کی مثل وہ دوسرے کام کرنے سے باز نہیں رہتے تھے۔ جس برائی کو اختیار کرتے یا جس منکر کے کرنے کا ارادہ کرتے اس کے کرنے سے باز نہیں رہتے تھے۔ یا مراد یہ ہے اس منکر سے نہ رکتے تھے جس کو کر لیتے بلکہ ایسی برائی پر اصرار کرتے۔ کہا جاتا ہے فلان تناہی من الامرو انتہی عنہ جبکہ وہ اس سے باز آ جائے اور اس کو چھوڑ دے۔ پھر ان کی بد اعمالیوں سے تعجب کیا اور اس کو قسم سے موکد کر دیا

سوال: تَرٰی کَثِیۡرًا مِّنۡهُمۡ یَتَوَلَّوۡنَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا۔ سے کون لوگ مراد ہے؟

جواب: ان سے مراد منافقین اہل کتاب ہیں جو کہ مشرکین سے دوستی اور میل جول رکھتے تھے۔

سوال: لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِیۡنَ اٰمَنُوا الۡیَهُوۡدَ وَ الَّذِیۡنَ اَشۡرَکُوۡا آیت مبارکہ میں الۡیَهُوۡدَ، عَدَاوَةً کیا واقع ہو رہے ہیں وَ الَّذِیۡنَ اَشۡرَکُوۡا کا عطف کس پر ہے؟۔

جواب: الیھود یہ تجدن کا مفعول ثانی ہے۔اور عداوۃً یہ تمیز ہے۔وَالَّذِیۡنَ اَشۡرَکُوۡا یہ یہود پر عطف کیا گیا ہے۔

سوال: وَلَتَجِدَنَّ اَقۡرَبَهُمۡ مَّوَدَّةً لِّلَّذِیۡنَ اٰمَنُوا الَّذِیۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّا نَصٰرٰی آیت مبارکہ میں یہود و نصاریٰ کے متعلق کیا فرمایا گیا؟

جواب: آیت مبارکہ میں یہود کی سخت دشمنی کو بیان کیا گیا اور نصاریٰ کی نرمی کو ذکر کیا گیا۔اور مسلمانوں کے ساتھ دشمنی میں یہود کو مشرکین کا ساتھی قرار دیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس بات پر متنبہ کر دیا کہ ان کا قدم مشرکین سے بھی آگے ہے۔اس لیے مشرکین سے ان کو مقدم ذکر کیا گیا۔

سوال: ذٰلِکَ بِاَنَّ مِنۡهُمۡ قِسِّیۡسِیۡنَ وَرُهۡبَانًا۔ قسّیسین سے کیا مراد ہے؟ وَّاَنَّهُمۡ لَا یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ کی تفسیر بیان کریں۔

جواب: قسّیسین سے مراد علماء اور رہبان سے مراد عباد ہیں۔

وَّاَنَّهُمۡ لَا یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ نصاریٰ کے نرمی والے پہلو کی علت بیان فرمائی۔اور مسلمانوں کے ساتھ قریبی موافقت کی وجہ بتلائی کہ ان میں علماء اور عباد ہیں ان میں عاجزی ہے اور یہود اس کا الٹ ہیں۔